نوائے صوفیہ

Nawa-e-Sufia International

شمارہ 133 E-edition انٹرنیشنل اگست 2020ء



Hajj 2020



احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل ای۔ایڈیشن

بفیضان نظر حضرت علامہ بشیر براہ والے قدس سرہ العزیز

شمارہ: 133 اگست 2020ء

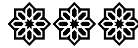
مدیر اعلیٰ	غلام حسن حسنو
بتعاون	شعبہ نشر واشاعت علماء سپریم کونسل
ناشر	شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف
ویب سائیٹ	www.nawaisufia.com
فیس بک	www.fb.com/nawaesufia
ای میل	articles@nawaisufia.com

مضامین موبائل اور ای میل کے علاوہ موبائل اپلی کیشن اور ویب سائٹ سے اپ لوڈ کر سکتے ہیں۔

ادارے کا مضمون نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔



فہرست مضامین



تفکر و تذکر

ایک معصومانہ خواب

اداریہ

الحمد للہ میری ادارت میں نوائے صوفیہ ای شمارا سوم نذر قارئین ہو رہا ہے۔ شمارا اول نوائے صوفیہ 131 اور شمارا دوم 132 تھے جنہیں بوجوہ آن لائین ریلز کیا گیا قارئین نوائے صوفیہ نے جس جوش و جذبے سے اس کی پذیرائی کی اور دل کی گہرائیوں سے خیر مقدم کیا وہ ہمارے لئے انتہائی حوصلہ افزا ہے۔ آن لائین ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے موبائل اور لیپ ٹاپ میں ڈاؤن لوڈ کر کے شرف قبولیت بخش رہے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر انشاءاللہ ہم اس جریدے کو اور بھی مفید، جاذبِ فکر و نظر اور دلچسپ بنانے میں نہ صرف کامیاب ہو جائیں گے بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھا کر محدود تعداد میں پرنٹ بھی کر لیں گے۔

ہم نے جولائی ۲۰۲۰ء کے نوائے صوفیہ میں لکھا تھا کہ:

"نوائے صوفیہ سلسلہ نوربخشیہ کا ترجمان ہی نہیں بلکہ تصوف و عرفان کا ترجمان ہے یہ سلسلہ انشاءاللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ ہماری توجہ سلسلۃ الذہب الصوفیہ کی جانب مرکوز ہے جس کے تمام سلاسل تصوف میں Main Stream ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ سلسلۃ الذہب الصوفیہ ہی تصوف کی شہہ رگ ہے باقی تمام اس کے سلاسل اور شاخیں ہیں۔"

نوائے صوفیہ سلسلہ نوربخشیہ کے درمیان گروہی مفادات سے سے لت پت اختلافات سے بالاتر ہے انشاءاللہ آئندہ بھی ہر چپقلش سے دامن بچائے رکھنے کا کا مصمم ارادہ ہے۔ نوائے صوفیہ کی آن لائین اشاعت کے لئے کسی فریق سے اجازت کی ضرورت ہے نہ یہ حقیر فقیر ایڈیٹر بننے میں کسی نالائق کی اجازت کا محتاج ہے اور نہ ہی ہمیں ایسا کوئی شوق ہے اور نہ ہی ہم خود کو اس منصب کا اہل سمجھتے ہیں۔

دراصل نوائے صوفیہ شروع میں ایک نشریاتی ادارے کے قیام کا ایک معصومانہ خواب تھا جسے الحمد للہ اس حقیر فقیر اور محترم ڈاکٹر غازی نعیم نے لیاقت علی خان منڈوق ہاوس اسلام آباد میں دیکھا تھا پھر ڈاکٹر صاحب اسے عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو گئے دیکھتے ہی دیکھتے یہ ایک تحریک بن گئی جس نے طرح طرح کی سازشوں سے

دوچار، قسم قسم کی شرارتوں کی شکار اور گوناگون مسائل میں گردن تک ڈوبی ہوئی نوربخشی قوم میں بیداری کی روح پھونک دی اور نوربخشی قوم کا رشتہ اس کے مشائخ سلسلۃ الذہب الصوفیہ سے جوڑ دیا اور دنیا بھر کے کتابخانوں میں محفوظ ان کے علمی سرمایے سے اسے مالا مال کر دیا۔ جو شرارتی عناصر مختلف چور دروازوں سے مشائخ سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے کتب ورسائل میں دست اندازی کرتے بلکہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے جعلی کتابیں لکھ لکھ کر ان مشائخ کی جانب منسوب کرتے تھے نوائے صوفیہ کے پلیٹ فارم سے ہی اس کا مکمل سدباب ممکن ہوا اور الحمد للہ ہم مختلف ملکوں / علاقوں میں بکھری ہوئی نوربخشی قوم کو یکجا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

نوائے صوفیہ سلسلہ نوربخشیہ کا ایک درخشاں باب ہے۔ مختلف وجوہات کی وجہ سے اس پر توجہ میں کمی آنے لگی اور پھر مختلف عناصر کے احسان تلے دبنے لگا افسوس نوربخشی قوم اس محسن ملت جریدے کو نہ سنبھال سکی بدلتے وقت اور ڈیجیٹل تقاضوں کے پیش نظر اس میں جدت لانے سے ہم قاصر رہے چنانچہ یہ آہستہ آہستہ اس کی اشاعت کم ہونے لگا ماہنامے کی بجائے سہ ماہی، سہ ماہانے کے بعد ششماہی اور ششماہی سے سالنامہ بن کر رہ گیا پھر ناگزیر حالات کے پیش نظر بند کیا گیا کوئی اس کو سنبھالنے والا نہ تھا چنانچہ ہم تین دوستوں یہ حقیر فقیر، محمد یعقوب براہوی مقیم سویڈن اور خادم حسین چھوربٹ مقیم کراچی نے باہمی مشاورت سے نوائے صوفیہ کے نہ صرف دوبارہ احیاء کا فیصلہ کیا بلکہ عملاً اس کا اجرا کر کے دکھایا۔ ہم یہاں یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے یہ اقدام محض احساس ذمہ داری کے تحت کیا ہے ہم سلسلہ نوربخشیہ پر کوئی احسان کر رہے ہیں نہ ہی ہماری کوئی دنیاوی مقصد ہے نہ ہی ہمارا اس سے کوئی دنیوی مفاد وابستہ ہے اور نہ ہی ہمارے مسلکی مفادات کے تحفظ کے سوا کوئی اور عزائم۔

ہم پہلے ہی یہ واضح کر چکے ہیں جس کا ہم اعادہ ہم یہاں پھر کرتے ہیں کہ مرحوم و مغفور علامہ محمد بشیر صاحب کے زمانے میں تذکر و تفکر کے عنوان سے اداریہ، مجموعہ شریعت محمدیہ کے عنوان سے فقہ احوط کی شرح، آپ کے مسائل اور ان کا حل کے عنوان سے جدید مسائل پیش کیے جاتے تھے مستقبل میں بھی ان پر کام جاری رہے گا۔ سلسلہ نوربخشیہ پر دنیا میں شائع ہونے والے کسی تحقیقی مقالے کا اردو ترجمہ / تلخیص شامل ہوا کرے گا۔ شاہ ہمدان یا مشائخ سلسلۃ الذہب الصوفیہ میں سے کسی بزرگ کے کسی رسالے کا اردو ترجمہ شامل اشاعت

ہوا کرے گا دنیائے تصوف کی خبریں کے عنوان سے غیر معمولی اور قابل فخر کاموں کو جگہ دی جائے گی لیکن عام خبریں سوشل میڈیا (فیس بک اور واٹس ایپ) کے اس دور میں پوری دنیا میں بسنے والے لمحہ بہ لمحہ آگاہ ہونے کی بناء پر ایک ماہ بعد کی پرانی خبریں لوگوں کی ضرورت ہے نہ دلچسپی، لہذا قابل اشاعت نہیں۔ مضامین کا انتخاب میرٹ کی بنیاد پر ہوگا معیاری اور تحقیقی مضامین و مقالات کو ترجیح دی جائے گی۔ گروہی، نسلی، سیاسی، فرقہ وارانہ اور نفرت انگیز مضامین قطعاً شائع نہیں کیے جائیں گے۔ سلسلہ نوربخشیہ کے شعراء اور دانشوروں کو ترجیحاً موقع دیا جائے گا۔ ادارتی تقاضوں کے عین مطابق اشعار اور مضامین کی چھان پھٹک سختی سے کی جاتی ہے پھر بھی مضامین کے مشمولات مضمون نگار کی ذاتی رائے ہے سلسلہ نوربخشیہ، ایڈیٹر اورانتظامیہ کا ان سے متفق ہونا ضروری نہیں چنانچہ ہم مضامین اور مقالات بھیجنے کی ہر ایک کو دعوت عام دیتے ہیں شائقین اپنے اپنے مضامین / مقالات ان پیج اردو، مائیکروسافٹ ورڈ یا واٹس ایپ میں کمپوز کر کے بھیج دیں۔

ان سب کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اس ذمہ داری کے اہل نہیں ہم محض خانہ پری کر رہے ہیں دراصل یہ کام ان پُرجوش نوجوانوں کا ہے جو دوام توبہ، دوام ذکر اور دوام وضو پر کاربند ہیں اور ریاضت و مجاہدے کرتے ہیں ہم جیسے سست الوجود اور معذور لوگ قطعاً ایڈیٹر جیسے محنت طلب کام کے اہل نہیں ہماری دعوتِ عام ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور ہمیں سبکدوش کرتے ہوئے یہ ذمہ داری اپنے سر لیں ہمیں اس سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہوگی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کتاب الاعتقادیہ اور فقہ احوط میر سید محمد نوربخش ؒ کی تصنیف ہے خوش قسمتی سے کتاب الاعتقادیہ کا میر نوربخش ؒ کے ہاتھوں لکھا نسخہ دستیاب ہو چکا ہے۔ بیسیوں قلمی نسخوں اور درجن بھر مختلف اشاعتوں کے باوجود ان میں اور نوربخش ؒ کے لکھے نسخے میں ایک لفظ کے سوا کوئی فرق نہیں وہ لفظ بھی ظاہری لحاظ سے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن افسوس فقہ احوط کے ساتھ ہمارا اجتماعی رویہ درست نہیں رہا ہم ہوش کے بجائے جوش سے کام لینے کے عادی بن چکے ہیں سوچ سمجھ کر کام نہیں کرتے بلا سوچے سمجھے کام کر بیٹھتے ہیں جب معاملہ خراب ہو جائے تب سوچ و بچار کرتے ہیں ادھر شیطان ہمیں درست و صواب کی جانب بڑھنے کے بجائے غلط اور نادرست پر اڑ جانے پر اکسانے میں کامیاب ہو جاتا ہے جس سے معاملہ سدھرنے کے بجائے

اور بھی الجھ جاتا ہے۔ ماضی قریب میں ہمیں یہ تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ وہ یہ کہ جب دو مطبوعہ فقہ پر اپنے معتبر ترین علمائی تحقیق سے ایک میں کم غلط دوسرا غلطیوں سے بھرا ہوا نکلا کم غلط والے فقہ کو مسترد کر دیا اور غلطیوں والے کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اسے دوبارہ چھپوا کر رائج کروایا۔ یہاں ہمارے ایمان، تقوی، طہارت، توبہ دنیا کے مسلمہ اصول و قواعد کے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔



دنیا بھر میں کورونا وائرس اور اس کے وبا کی تباہ کاریاں اور قہر جاری وساری ہیں ایک طرف لاکھوں متاثرین صحتیاب ہو رہے ہیں اور ہزاروں جان کی بازی ہار رہے ہیں۔ عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق پہلی بار 24 گھنٹے میں 2 لاکھ سے زائد افراد اس سے متاثر ہوئے ہیں جو عالمی سطح پر خطرے کی گھنٹی بھی ہے۔ ایک جانب کورونا کے مریضوں پر طرح طرح کی دوائیاں آزمائی جارہی ہیں دوسری طرف دنیا بھر کے سائنسدان اور ماہرین لیبارٹریوں میں اس کا علاج تیار کرنے میں سرگرداں ہیں لیکن تمام تر کوششوں کے باوجود ابھی تک اس وائرس کے سامنے سب بے بس اور مجبور و مقہور ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خاص مہربانی سے وطن عزیز میں اب تک جانی نقصان کم ہوا ہے خوش آیند بات یہ ہے کہ اموات اور متاثرین میں روز بروز کمی آرہی ہے۔ جبکہ شروع شروع میں دنیا بھر میں افراتفری میں کیے جانے والے اقدامات نے عالمی معاشی نظاموں اور انسانی امن و سکون کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اب عالمی معیشت آہستہ آہستہ سنبھل رہی ہے اور لوگوں میں امن و سکون پیدا ہو رہا ہے۔ وطن عزیز میں وائرس کے پھیلاؤ میں تیزی نہیں لیکن خطرہ بدستور موجود ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اب تک کے مشاہدات، معائنات اور تجربات سے یہ بات کھل کر سامنے آئی ہے کہ اس سے بچ کر رہنے کا واحد ذریعہ احتیاط ہے اور وہ ہے بوقت ضرورت ماسک کا استعمال اور سماجی فاصلہ۔ اس لئے ماہرین کی تجویز کے مطابق سماجی فاصلہ رکھنے، بوقت ضرورت ماسک استعمال کرنے اور صحت و صفائی اختیار کر کے ہی اس سے بچنا ممکن ہی اس مقصد کے لئے عالمی سطح پر مروج SOP پر عمل کرنا چاہیے اسی میں سب کا مفاد مضمر ہے۔



صوبہ گلگت بلتستان میں الیکشن کی آمد آمد ہے گو وطن عزیز میں مقامی برانڈ کی جمہوری سیاست رائج ہے۔سیاسی نظام کتابوں کی حد تک ہے جبکہ عمل ہر فرد اپنی مرضی کے مطابق اور ہر جماعت کا قائد اپنی ذاتی مفادات کے موافق کرتا ہے۔ تاہم تمام تر قباحتوں کے باوجود ہم اسی برائے نام جمہوریت کو بھی راجگی دور اور مطلق العنان شاہی دور سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔وطن عزیز کی سیاسی پارٹیاں مقامی مہروں کو انتخابی اکھاڑے میں اتارنے کی تیاریاں کر رہی ہیں وفاقی حکمران جماعتPTI، سابق وفاقی حکمران پارٹی ML(N)،PPP ، اور مذہبی جماعتیںMWM،JUI(F) ، جماعت اسلامی اورPSP وغیرہ نت نئے نعروں اور نام نہاد منشوروں کے ساتھ لوگوں سے ووٹ لینے کے لئے پر تول رہی ہیں۔مقامی بے روزگار سیاسی لوگ ان سے ٹکٹ کی بھیک مانگ مانگ کر ہلکان ہو رہے ہیں۔

حسب سابق انتخابی عمل کی تکمیل تک کے لئے عبوری نگران حکومت قائم ہو چکی ہے۔امیدوار گھر گھر گلی گلی کنونسنگ کر رہے ہیں موسمی پرندے وفاداری تبدیل کر کے متوقع جیتنے والی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اور جیت جانے کی لالچ میں نئی جماعت ان لوٹوں کو خوش آمدید کہہ رہی ہے یہ سدابہار سیاست باز عام طور پر لوٹے کہلاتے ہیں۔کیونکہ حسب سابق جیت وفاقی حکمران جماعت کی ہونی ہے اس لئے حکمران جماعت کی ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے نت نئے حربے اختیار کیے جارہے ہیں کہیں چند لوگوں کو ہار پہنا کر ساتھیوں سمیت شامل ہونے کی خبر لگا رہے ہیں کہیں گمنام لوگوں کو مشہور سیاسی راہنما قرار دے رہے ہیں ان تمام کی سیلفی بنا کر حکمرانوں کو بیوقوف بنانے اور شیشے میں اتارنے کے لئے ہر جتن کیے جارہے ہیں۔

ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ وطن عزیز کی جمہوری سیاسی عمل کی مانند گلگت بلتستان کی جمہوری سیاسی عمل ذاتیات اور مفادات کے گرد گھومتا ہے کنونسنگ کے دوران ہر امیدوار حاتم طائی بن جاتا ہے علاقائی سرکردگان اور سوشل میدان میں فعال رہنے والے خوب دعوتیں اڑاتے ہیں وطن عزیز کی پارٹیاں ٹکٹ دے کر اپنا امیدوار میدان میں اتارتی ہیں لیکن انتخابی کمپین کے اخراجات اٹھانے کے بجائے چند پوسٹر اور جھنڈیوں پر ٹرخا دیتی ہیں۔چنانچہ تمام اخراجات مقامی امیدوار کو خود برداشت کرنا پڑتا ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق ہر امیدوار کو 75لاکھ سے 80لاکھ روپے خرچ کرنا پڑتا ہے جیتنے والا امیدوار اپنا پورا ٹرم مختلف حربوں بلیک میلوں کے ذریعے

یہ رقم اکھٹا کرنے میں لگا دیتا ہے جبکہ ہارنے والا اتنے بڑے نقصان سے سکتے میں آجاتا ہے اور ہوش و حواس بحال ہونے کے بعد زخموں کو چاٹتے ہوئے ایک ایک پائی جوڑ کر اگلے الیکشن کے لئے تیاری کرتا ہے۔

ہمارے علاقے میں جمہوری اقدار کا دور دور تک وجود نہیں ہے الیکشن سے پہلے بہت سے وعدے کیے جاتے اور ووٹروں کو سبز باغ دکھائے جاتے ہیں انتخابات جیت جانے کے بعد ان وعدوں کو جوتی کی نوک پر رکھ لیے جاتے ہیں اور ممبر اسمبلی کی ساری تگ ودو اپنے ذاتی مفادات کے لئے ہوتی ہے۔ پھر گلگت بلتستان میں فرقہ پرستی ایک حقیقت ہے زمینی حقائق ہی ایسی ہے جو فرقہ پرستی میں نہایت موثر ہے۔ چنانچہ فرقہ پرست اس سیاسی عمل کو مذہب کی ہار جیت قرار دینے میں حق بجانب لگتے ہیں اور وہ بعض دینی اقدار تک اس کی بھینٹ چڑھانے سے گریز نہیں کرتے۔

اندریں حالات قارئینِ نوائے صوفیہ کو چاہیے کہ ایسے امیدوار کو اپنا قیمتی ووٹ دے جو:

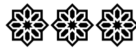
☆ ا۔ باکردار، باشعور، محب وطن، عوام دوست اور خیر خواہ ہو۔

☆ ۲۔ سیاسی شعور سے بہرہ مند، دور اندیش اور علاقے کے مسائل حل کرنے میں دلچسپی رکھتا ہو۔

☆ ۳۔ وعدے کا پکا، من کا سچا اور ہمدرد ہو اور اپنے منشور پر عمل کرنے والا ہو۔

☆ ۴۔ تعلیم یافتہ، تجربہ کار اور بے داغ کردار کا مالک ہو۔

☆ ۵۔ خود احتسابی عمل پر کاربند ہو ملکی قوانین کا احترام کرنے والا ہو۔



واپس فہرست مضامین

القــرآن

تفسیر نجم القرآن مقدمہ

حضرت شیخ علاوالدولہ سمنانیؒ
ترجمہ: مولانا علی محمــد ہادی

گزشتہ سے پیوستہ

لطیفہ ٔروحیہ کی حقیقت : لطیفہ ٔروحیہ جو دوات کے فیض سے غالب طور پر اور قلم کے فیض سے مغلوب طور پر مدادِ نوری کے واسطے کے بغیر تربیت پاتا ہے، اصالتاً توخود صاحب لطیفہ حضرت داؤد علیہ السلام کو حاصل ہے، جبکہ اور لوگوں میں تبعًا موجود ہے۔ اسی لطیفہ ٔروحیہ سے مومن مُکَمِّل کو غیر مُکَمِّل پر امتیاز حاصل ہے۔

لطیفہ ٔخفیہ کی حقیقت

لطیفہ ٔخفیہ قلمِ خفی کے فیض سے غالب طور پر اور نقطہ ٔواحدیہ کے فیض سے مغلوب طور پر روحِ احمدی کی دوات کے واسطے کے بغیر تربیت پاتا ہے، اسی لطیفہ کی وساطت سے ایک نبی کو جو تکمیلی مراحل کے طے کرنے میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوتا، ولی پر امتیاز ملتا ہے، جو کہ دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔ لطیفہ ٔخفیہ میں اصالت توخود صاحبِ لطیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے مگر دوسرے لوگوں میں یہ تبعًا پایا جاتا ہے۔

لطیفہ ٔحقیہ کی حقیقت

لطیفِ حقیہ میں جو نقطہ ٔواحدیہ کے فیض سے غالب طور پر اور نقطہ ٔاحدیہ کے فیض سے مغلوب طور پر قلمِ خفی کے واسطے کے بغیر تربیت پاتا ہے، اصالت توخود صاحبِ لطیفہ حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہے جبکہ دوسرے انسانوں میں یہ تبعًا موجود ہوتا ہے۔ لطیفہ ٔحقیہ کی بنا پر اس ختمی مرتبت کو امتیازی حیثیت حاصل ہے جن کے فیضِ تکمیل کا سلسلہ کبھی رکتا نہیں ہے، کیونکہ آئینہ ٔحق نما جسے لطیفہ ٔحقیہ کے صدف میں تربیت پانے والا درّ یتیم کہتے ہیں، ذاتِ حق کے روبرو ہے۔ اس درّ یتیم کو لطیفہ ٔانانیہ بھی کہتے ہیں، جس کی بنا پر یہ لطیفہ نقطہ ٔذاتیہ کی نیابت میں نقطہ ٔواحدیہ کی انتہا پر فیضِ وجود کو، درمیان میں نقطہ ٔاحدیہ کی خلافت میں حیاتِ طیبہ کو اور آغاز میں نورِ حق کو تربیت دینے والی کامل دایہ ہے۔ یہ صفات اس لطیفہ میں اصالتاً موجود ہیں جو نہ غالب انداز میں ہیں اور نہ مغلوب انداز میں۔ یہ درّ یتیم، جسے لطیفہ ٔانانیہ بھی کہتے ہیں، اسی کی برکت سے آپ ﷺ سریر آرائے مقامِ محمود، ساقیٔ حوضِ کوثر اور قیامت کے دن صاحبِ شفاعتِ کبریٰ بننے کے حق دار ٹھہرے۔

بطونِ قــرآن

جب تو ان اسرارِ عجیبہ کو سمجھ چکا تو یقین کر کہ بے شک قرآن کا ایک سّرِ باطن ہے اور اس باطن کا ایک

اور باطن ہے، اس طرح اس کے سات بطون ہیں۔ یہی حقیقت حضور نبی اُمی ﷺ سے منقول ہے۔

قرآنی مثال

یہ لے! اب میں ایک ہی قرآنی آیت میں اللہ تعالیٰ کی توفیق، الہام اوراذن سے ان ساتوں بطون کی طرف اشارہ کرتا ہوں، تاکہ مطالعہ کرنے والا میرے مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں اس آیت کی مثال پر قیاس کر کے قرآن پاک کی باقی آیات سے بھی استفادہ کر سکے۔ چنانچہ خدائے بزرگ وبرتر کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ (النساء:۴۳)

اے ایمان والو! جب تم نشے میں ہوں تو نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ تم جان لو جو تم کہتے ہو اور نہ جنابت کی حالت میں، مگر راہگزری کی صورت میں جب تک کہ تم غسل نہ کرو۔

بطنِ اول جو کہ لطیفۂ قالبیہ سے مخصوص ہے، کے لحاظ سے آیتِ کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ لطیفۂ قالبیہ کے غیب، جس کو جن کہتے ہیں، کو رسائی پانے والے سالک کو اس آیت سے یہ مفہوم لیناچاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ایمان والی قوتوں کو یہ ندا دے رہا ہے کہ دنیا فانی ہے، آخرت باقی رہنے والی ہے۔ انہیں چاہیے کہ محبتِ دنیا کی شراب سے مست ہو کر بارگاہِ ایزدی کے قرب میں نہ جائیں، یہاں تک کہ رب سے مناجات میں جو راز و نیاز ہو رہا ہے۔ اس کو جان لیں اور نہ ہی ان پر دورانِ مناجات خرید و فروخت، بازاروں کے چکر، جائیداد و ساز و سامان کی تعمیر و ترقی اور بال بچوں کے میل ملاپ کا خیال غالب آنے پائے اور نہ لطیفۂ قالبیہ اس دھوکا باز بڑھیا سے، جس کا نام دنیا ہے، سے رابطہ کے نتیجے میں لاحق ہونے والی حالتِ جنابت میں بارگاہِ ایزدی میں آسکتا ہے۔ البتہ جس چیز پر لطیفۂ قالبیہ کا اس دنیا میں مدار ہے تاکہ حق کی ادائیگی ممکن ہو، اس حصے کے لیتے وقت سالک کو حب دنیا کی بڑھیا کو چھونا ناگزیر ہو جاتا ہے، ایسے میں بدن عنصری کی مسجد سے وہ ذکر رسمی کے پانی سے غسل کرنے کے لیے گزر سکتا ہے۔

بطنِ ثانی جو کہ لطیفۂ نفسیہ کے ساتھ مخصوص ہے، میں آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ:

غیبِ نفس کو رسائی پانے والے سالک کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ لطیفۂ نفسیہ کی ان قوتوں کو جو فرمان الٰہی:

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۙ (النازعات:۴۱)

اور جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھا تو جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔

نیز ارشادِ خداوندی:

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ (الفرقان:۴۳)

کیوں تُو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے۔

پر ایمان لائی ہیں، یہ ندادے رہے ہیں کہ وہ شراب ہوا سے مست ہو کر بارگاہِ رحیم کے قریب نہ جائیں جب تک وہ یہ نہ جانیں کہ وہ اپنی مناجات میں کیا کہہ رہی ہیں اور انہیں مناجات کے وقت ہوا کے غلبہ سے مولا کی مخالفت کی طرف مائل نہیں ہونی چاہیں۔ نیز لطیفۂ نفسیہ کی حقیقت کے مرغوب صُوَر ہوائیہ کو چھونے سے جو جنابت لاحق ہوتی ہے اس وقت بارگاہ رحیم کے قریب نہ جائیں۔ ہاں غیبِ نفس میں جو مسجدِ صدر بنی ہوئی ہے ذکر تعلیمی کے پانی سے غسل کرنے کے لیے وہاں سے گزر سکتا ہے۔

بطنِ ثالث جو کہ لطیفۂ قلبیہ سے مخصوص ہے، میں آیت مجیدہ کا معنی یہ ہے کہ:

غیب قلب کو رسائی پانے والے سائر کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ لطیفۂ قلبیہ کی ان قوٰی کو جو فرمان خداوندی:

وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (الانعام:۱۶۵)

اور اس نے تم میں سے بعض قوتوں کے درجے بلند کیے ہیں۔

پر ایمان لائی ہیں، یہ ندادے رہے ہیں کہ وہ نہ حُور عین کی شراب محبت کے نشہ میں مست ہو کر بارگاہِ رحمٰن کے قریب جائیں جب تک ان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ اپنی مناجات میں کیا کہہ رہی ہیں۔ نہ حضورِ حق کے وقت ان پر خاطر حور کا غلبہ ہو، اور نہ لطیفۂ قلبیہ کی حقیقت کی سدابہار اور نازک اندام حُوری صورتوں کو مس کرنے سے جو جنابت لاحق ہوتی ہے اس وقت بارگاہ رحمن کے قریب جائیں جب تک ذکر تلقینی کے پانی سے غسل نہ کریں۔ ہاں، ذکرِ تلقینی کے پانی سے غسل کرنے کے لیے وہ مسجد قلب سے گزر سکتی ہیں۔

بطن رابع جو کہ لطیفۂ سریہ سے مخصوص ہے، میں آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ !غیبِ سر کو رسائی پانی والے سائر کو یہ سمجھنا چاہیے کہ حسب نصِ قرآن:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ (یونس:۲۶)

صاحبانِ احسان کے لیے احسان ہے اور اس پر اضافہ بھی۔

حسنِ مکاشفات اور زیادتِ مشاہدات پر ایمان لانے والے قوائے سریہ کو اللہ تعالیٰ یہ ندا دے رہے ہے کہ وہ مکاشفات سریہ کی شراب کے نشے میں چور ہو کر اللہ کی بارگاہ کے قریب نہ جائیں۔جب تک وہ یہ نہ جانیں کہ وہ اپنی مناجات میں کیا کہہ رہے ہیں، انہیں چاہیے کہ توجہ الی اللہ کے وقت عارضی مکاشفات کا ان پر ہر گز غلبہ نہ ہو اور تجلی صوری کے دوران لطیفۂ سریہ کی حقیقت نورانی صورتوں کو مس کرنے سے جو جنابت لاحق ہوتی ہے اس وقت بھی جب تک تم ذکر مثبت کے پانی سے غسل نہ کرو اللہ کی بارگاہ کے قریب نہ جائیں۔ہاں، نفی شریک سے بے نیاز اور منزہ ذکر کو جمہور کے ہاں ذکر مثبت کہتے ہیں، کے پانی سے غسل کرنے کے لیے مسجد سر سے گزر سکتے ہو۔

بطن خامس جو کہ لطیفۂ روحیہ سے مخصوص ہے، میں آیت مجیدہ کا معنی یہ ہے کہ غیب روح کو رسائی پانے والے طائر لاہوتی کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ارشاد خداوندی ہے۔:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (السجدۃ:۱۷)

کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیا کیا نعمتیں مخفی طور پر تیار کر رکھی ہیں جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

اس ارشاد خداوندی پر ایمان لانے والے قوائے روحیہ کو اللہ تعالیٰ یہ ندا دے رہے ہیں کہ ان نعمتوں کے نشہ میں جن سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملی ہے، مست ہو کر نقطۂ واحدیہ کی بارگاہ کے قریب نہ جائیں۔ہاں، آنکھوں کی ٹھنڈک والی نعمت سے مراد وہ ہے جس کی طرف اس حدیث مشہور میں اشارہ کیا گیا ہے:

حَتّٰى يَعْلَمُوْا مَا يَقُوْلُوْنَ فِي الصَّلٰوةِ۔[1]

جب تک وہ نہ جان لیں کہ وہ سدرۃ المنتہی کے مقام پر پڑھی جانے والی نماز سریہ اور مناجات روحیہ میں کیا پڑھ

1۔ اخرجه عبد بن حميد(ص56،رقم82)،والترمذی(238/5،رقم3026)،وابوداود(325/3رقم3671)،والحاكم (159/4،رقم7222) ،والضياء(187/2،رقم566)۔

رہے ہیں۔

اس باہمی قربت کے دوران ان قوتوں پر آنکھوں کی ٹھنڈک والی نعمتوں کی طرف دھیاں دے کر زیغِ بصر اور ان کی طرف توجہ اور اقدام کے ذریعے طغیانِ قدم کا غلبہ نہیں ہونا چاہیے اور جب لطیفۂ روحیہ کی حقیقت کو تجلی نوری کے دوران شہودی صورتوں کو چھونے سے جو جنابت لاحق ہوتی ہے اس وقت بھی جب تک تم ذکرِ **ھو** کے پانی سے غسل نہ کر و نقطۂ واحدیہ کی بارگاہ کے قریب نہ جائیں۔

ہاں، اللہ کے ہا کے ذریعے سے نکلنے والے ذکرِ **ھو** کے پانی سے غسل کرنے کی خاطر روح کی مسجد سے گزر سکتے ہو۔ بطن سادس جو کہ لطیفۂ خفیہ سے مخصوص ہے، میں اس آیت کا معنی یہ ہے کہ:

غیب خفی میں سوادِ اعظم کو رسائی حاصل کرنے والے طائر لاہوتی کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ کے سچے نبی اُمی ﷺ کے ذریعے حق تعالیٰ کی طرف سے آنے والی اس اطلاع:

اَعْدَدتُّ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِینَ مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔[2]

میں نے اپنے بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسانی دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔

پر ایمان لانے والی قوائے خفیہ کو اللہ تعالیٰ یہ ندا دے رہے ہیں کہ وہ تجلی معنوی کے دوران غیر مرئی اور غیر مسموع نعمتوں کے نشہ میں مست ہو کر نقطۂ احدیہ کی بارگاہ کے قریب نہ آئیں جب تک وہ یہ نہ جان لیں کہ وہ **قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی** کے مقام پر کیا کہہ رہے ہیں۔ ان طائرانِ لاہوتی کے اوپر ثنائے حق میں رطبِ اللسان ہوتے وقت قربِ حق کے حال کا غلبہ نہیں ہونا چاہیے۔ ان پر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی حالت میں قربِ خداوندی کے خیالات کو غالب نہیں آنا چاہیے۔

لطیفۂ خفیہ کی قدسی صورتوں کو چھونے سے جو جنابت لاحق ہوتی ہے، اس حالت میں وہ جنبی بارگاہِ حق میں نہیں جاسکتا۔ ہاں، مسجدِ خفی سے غسل کے ارادے سے گزر سکتا ہے حتیٰ کہ اس ذکر قدسی کے پانی سے وہ غسل کرلے جو حرف اور آواز سے پاک ہے اور فکرِ انسی سے صاف ہے۔

---

2. رواہ البخاری (390/11)، ومسلم (146/18)، والترمذی (500/11)، وابن ماجہ (45/13)

بطنِ سابع جو لطیفۂ حقیہ سے مخصوص ہے، میں غیبِ حق جو جملہ غیوب کا احاطہ کیے ہوئے ہے، کو رسائی پانے والے مجذوب کو یوں سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ لطیفۂ حقیہ کی مومن قوتوں سے یوں مخاطب ہے:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ (الحدید:۴) تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

کہ تجلی ذوقی کے دوران شرابِ معیت کے نشے میں چور ہو کر بارگاہِ نقطۂ ذاتیہ کے قرب میں نہ آئیں تا آنکہ وہ

وَقْتٌ لَّا يَسَعُهُ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ

ایسا وقت خاص ہے جس میں کسی ملکِ مقرب کو گنجائش ہے اور نہ ہی کسی نبیِ مرسل کو، کے مخصوص لمحہ میں جو کہہ رہے ہیں اسے جان لیں۔ ان پر معیت کا جذبہ یعنی خود اور خدا کے ایک دوسرے کے ساتھ ہونے کا خیال غالب نہ آنے پائے۔

لطیفۂ حقیہ کے خالص ذوق کو چھونے سے جنبی ہو کر بھی بارگاہِ نقطۂ ذاتیہ میں نہیں آسکتے، ہاں، اللہ کے اس گھر سے جس میں ہر اس شخص کے لیے داخلہ حرام ہے جس سے معیت کی بو آتی ہے، غسل کے ارادے سے گزر سکتے ہیں، یہاں تک کہ ذکرِ اعظم کے پانی سے غسل کر لیں۔

ذکرِ اعظم کے نور کا "ن" نقطۂ ذاتیہ کے نور سے منور ہے اور اسی سے ازل و ابد کے الف کو نور ملا ہے۔ نمازِ حقیقی میں ایسی ہستیوں کا رخ عالم کثرت میں ہوتے ہوئے ذاتِ وحدت کے قبلہ کی جانب صحیح طور پر ہو سکتا ہے اور وہ حلول اور اتحاد کی غلطیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور قرآن پاک کے ان ارشادات پر صحیح ایمان لا سکتے ہیں:

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ (آل عمران:۹۷) جو اس میں داخل ہو جائے اسے امن ہے۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ (البقرۃ:۱۱۵)

مشرق و مغرب اللہ ہی کے لیے ہیں۔ تم جس طرف رخ کرو وہیں اللہ کی ذات ہے۔

اور یقین کر لے کہ قرآن کے ستر بطون ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے یہی منقول ہے اور جس چیز کی تصدیق تجھ سے ہو سکتی ہے اسی کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

جان لے کہ ان ساتوں لطائف میں سے ہر ایک میں لطائف عشر سلالیہ اور اس کی دیگر اقسام موجود ہیں۔ لطائف عشر میں سے ہر لطیفہ کے ساتھ قرآن کا ایک حکم خاص اور ایک فہم خاص ہے۔اس طرح (سات کو دس سے ضرب دینے سے) قرآن کی ایک ایک آیت میں ستر بطون ہوتے ہیں بلکہ سات سو بطون ہوتے ہیں۔ جب تجھے اس بات کا یقین حاصل ہو گیا کہ لطائف عشر سلالیہ میں سے ہر لطیفہ کے دس دس ظاہری و باطنی حواس ہیں جو یا تو بالقوۃ ہیں یا بالفعل، تو ہر لطیفے کی قرآن کے بطن سے متعلق دس فہم قرار پائے۔ اس طرح (ستر کو دس سے ضرب دینے سے) سات سو بطون بنتے ہیں۔

ظاہر و باطن کی تطہیر

بے شک میں نے علم لدون والوں کے لیے استنباط کا دروازہ کھول دیا ہے۔ پس اے لطائف سبع کے مخصوص فیوض سے مستفید ہونے کے لیے ان غیبوں کو رسائی پانے کے طلبگار! تجھ پر ضروری ہے کہ تو اپنے ظاہر کو بارگاہِ ایزدی سے نازل ہونے والی آیات کی نہروں کے رواں احکام کے پانی سے پاک کرے اور عالمِ شہادت میں موجود نشوں کو چھوڑ دے تاکہ تیرا ذات حق سے راز و نیاز ہو سکے۔ جس نے اپنے ظاہر کو قرآن کے ظاہری احکام کے پانی سے پاک و صاف نہ کیا وہ بطون قرآن کے سرچشموں کے آبِ طہور سے ہر گز چلّو نہیں بھر سکتے۔ لہذا ایک ظاہری مسلمان پر واجب ہے کہ:

اولاً: غیب پر ایمان لائے۔

ثانیاً: پھر تلقین شدہ ذکر کے کرنے میں مشغول ہو جائے یہاں تک کہ باپ دادا، اساتذہ اور ہم وطنون سے اخذ کردہ تقلیدی ذکر ذکر حمید میں بدل جائے جس کے ذریعے صاحبِ ذکر کے اہتمامِ کار کی تعریف ہوتی ہے۔

ثالثاً: لطیفۂ قالبیہ کے غیب میں داخل ہو جائے اور اس کی جلد نرم پڑ جائے۔

رابعاً: شیخ اسے ذکر کریم کی تعلیم دے، دھیرے دھیرے لطیفۂ حقیہ تک پہنچا دے، اسے اسمِ اعظم کا عارف بنا دے پھر وہ اس کا ذکر کرنے لگے۔ عظمت و کبریائی کی بارگاہ میں باریابی کی اذن کا حق دار ٹھہرے۔ وہ خلافت، ولایت اور وراثت تینوں کا جامع ہے۔

خلافت، ولایت اور وراثت

خلافت: جو نبوت کے ظاہر کے ساتھ خاص ہے،

ولایت: جو نبوت کے باطن کے ساتھ خاص ہے، اور

وراثت: جو نبوت کی حقیقت سے وابستہ ہے،

کامل انداز میں جیسے حضرت علی علیہ السلام میں جمع ہوئیں کسی اور میں جمع نہیں ہوئیں۔ آپ علیہ السلام تینوں مراتب میں امامِ کامل تھے، اور اس کے باوجود آپ کے نورِ ولایت و وراثت کے غلبے کی بنا پر آپ علیہ السلام کا نورِ خلافت نورِ ولایت و وراثت میں ڈوبا ہوا تھا۔ چمنستانِ ولایت آپ کی کوششوں سے آباد ہوا۔ شہنشاہِ وراثت کو آپ علیہ السلام ہی کے مشوروں کی نصرت حاصل تھی۔

یہ تینوں مراتب حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما میں بھی جمع تھے لیکن ان دونوں کی خلافت و وراثت کا نور ولایت کے نور پر غالب تھا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں بھی یہ تینوں مراتب جمع ہوئے مگر آپ کا نورِ خلافت نورِ ولایت و وراثت پر غالب تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ دونوں نور حضرات شیخین رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حاصل تھے۔ حضرت علی علیہ السلام خدائے برتر کا خلیفہ ہونے کے ناطے صاحب نورِ ولایت تھے۔ نورِ وراثت آپ علیہ السلام کو حضور نبی امی ﷺ سے وراثت میں ملا تھا، جبکہ آپ علیہ السلام کو نورِ خلافت حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہ کا جانشین ہونے کی حیثیت سے ملا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صاحب نورِ خلافت حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہونے کی وجہ سے تھے۔ نورِ وراثت کا استفادہ آپ نے حضرت علی انور علیہ السلام سے کیا ہے جبکہ ولایت کا فیض حضور سراج منیر، شفیع المذنبین ﷺ سے حاصل کیا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ تینوں انوار حضرت رسالت مآب ﷺ سے عطا ہوئے، جس کا آپ مقامِ صدیقیت پر فائز ہونے کے ناطے حق دار ٹھہرے تھے، اور حضور ﷺ نے یہ تینوں انوار آپ کے سینۂ مبارک میں ڈال دیے تھے۔ اسی حقیقت کی جانب حضور ﷺ نے یوں اشارہ فرمایا ہے:

مَا صَبَّ اللّٰهُ فِيْ صَدْرِيْ شَيْئًا اِلَّا وَقَدْ صَبَبْتُهُ فِيْ صَدْرِ اَبِيْ بَكْرٍ۔[3]

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ میرے سینے میں ڈالا تھا وہ سب کچھ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈالا ہے۔

ان تینوں مراتب کا اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے کسی ایک میں جمع ہونا ممکن ہے جیسا کہ حدیث میں

3　ذکرہ العجلونی فی کشف الخفا (419/2)

بیان ہے:

لَيَكُوْنُ هَادِيًّا مَّهْدِيًّا فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ۔

البتہ وہ آخری زمانے میں ہادی اور مہدی ہوں گے۔

ان شخصیات کے علاوہ کسی اور فرد میں بھی ان مراتب کا جمع ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے لیکن ان تینوں کے مکمل اعتدال کے ساتھ جمع ہونا حضور ختمی مرتبت ﷺ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ لیکن (بغیر عمل کے) خاتم الاولیاء حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خروج کا انتظار کرتے رہنا دونیٔ ہمت اور مزاج وطبیعت کی سستی کے مترادف ہوگا۔

مہدویت اور دجالیت کی قوتیں

پس اے بے بضاعت سالکو! تم پر شریعت پر استقامت، طریقت پر ثابت قدمی اور حقیقت میں قبلۂ حقیقی کی جانب توجہ کلی کرنا واجب ہے، تاکہ تم میں وہ قوت ظہور پذیر ہو جائے جو ہادی و مہدی ہے۔ اس قوت کے ظہور کے ساتھ ہی تمہارے اندر ودیعت رکھی ہوئی قوتِ دجالیت اور اس کا خدائی دعویٰ ملیامیٹ ہو جائے گا۔ دجالیت لطیفۂ قالبیہ کی ان قوتوں میں سے ایک ہے جن کو ابھی باطل کی آلائشوں سے پاک نہیں کیا گیا ہے۔ یہ قوت صرف اس وقت پاک ہو سکتی ہے جب حجابِ قالب لاغر ہو جائے۔ وہ قوت جو ہادی و مہدی ہے، لطیفۂ حقیہ کی ان قوتوں میں سے ایک قوت ہے جو آلائشوں سے پاک وصاف ہے۔ اس کا ظہور اس وقت ہو گا جب ذکر کرنے والے سالک کا دل ذکرِ اعظم کے ذوق کو رسائی پا جائے۔ اسی قوت کے ذریعے ذکر کرنے والے سالک کی ہدایت صراطِ مستقیم کی طرف ہو گی اور وہ مردود شیطان اور بد اصل دجال کے دھوکوں کا دفاع کرے گا۔ قیامت کے دن عملِ صالح جو کہ توفیق خداوندی کا اثر ہے، کے بغیر کسی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور خاتم الاولیاء حضرت امام مہدی علیہ السلام کا انتظار جو اہل اسلام میں کمزوری کی علامت بنا رہا ہے، چنداں مفید ثابت نہ ہوگا۔

(عمل سے عاری انتظار) کیوں کر نفع دے سکتا ہے، جبکہ حق وصداقت کے پیغمبر حضور نبی اکرم ﷺ اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں:

يَا فَاطِمَةُ! اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، لَنْ اُغْنِيَ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا[4]

اے فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ سے بچانا، میں تجھے اللہ کے عذاب سے نہیں چھڑا سکتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی اکرم ﷺ سے یوں فرماتا ہے:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ (القصص: ۵٦) تُو اسے ہدایت نہیں دے سکتا، جس سے تُو محبت کرتا ہے۔

نیز فرمایا:

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ (الجاثیۃ: ۱۹)

یہ لوگ آپ کو اللہ کے عذاب سے بچانے کے لیے کچھ کام نہیں آسکتے۔

لہٰذا اس دار الکسب میں خوب محنت کر، وقت کے گزرنے سے پہلے عملِ صالح بجالایا کر، بیہودہ مشاغل اختیار نہ کر، تاکہ تیرا اصل سرمایہ خسارے میں نہ پڑے اور تجھے:

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (الاسراء: ۲۹) ملامت زدہ، تھکاماندہ ہو کر خالی ہاتھ اپنے گھر کو لوٹنا نہ پڑے۔

قرآن کے تین مدارج

جب تجھے میرے بیان کا یقین آجائے تو جان لے کہ جس قرآنِ پاک کی قرأت اہلِ دنیا کر رہے ہیں اور جو لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا ہے، وہ اس قرآنِ کریم کا مظہر ہے جو:

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ (الواقعۃ: ۷۹)

ایک پوشیدہ کتاب میں جمع ہے جسے پاکوں کے علاوہ کوئی نہیں چھوتا۔

ان کو عالمِ کون و فساد میں لاحق ہونے والی آلائشوں سے اس آبِ طہور کے ذریعے پاک کیا ہے، جو لطائفِ سبعہ کے ساتھ خاص ہے۔ قرآنِ کریم اس قرآنِ عظیم کا مظہر ہے جو اُم الکتاب میں جمع ہے۔

تفسیر بالرائے

جو کوئی ظاہرِ قرآن کی تفسیر کسی ایسے مفسر سے سنے بغیر جس کے استاد کے اسناد کا سلسلہ حضراتِ صحابہ

4. رواہ مسلم (192/1، رقم 204)، والنسائی (248/6، رقم 3644)، واحمد (519/2، رقم 10736)، واسحاق بن راھویہ (261/1، رقم 228)، وابوعوانۃ (88/1، رقم 268)

رضی اللہ عنہم سے متصل ہے، اپنی رائے سے کرے، تو وہ قرآن کے اکثر احکام، اسبابِ نزول اور امثال سے بے خبر ہونے کے ناطے کافر ٹھہرتا ہے۔

جو کوئی کسی سرّی، روحی، خفی اور حقی الہام کے بغیر اپنی رائے سے بطنِ قرآن کی تفسیر کرتا ہے، وہ ان تمام معنوی اشارات اور ملکوتی لطائف کا انکار کرجاتا ہے جو بارگاہِ ایزدی سے دقیق قوتوں پر وارد ہوتے رہتے ہیں۔

جو کوئی کعبۂ الوہیت سے ملنے والی اجازت کے بغیر اپنی رائے سے حدِ قرآن کی تفسیر کرنے لگے تو وہ جبروتی صفات کے دقیق معارف کا انکار کرجاتا ہے، اور جو کوئی عظمت و کبریائی کی بارگاہ میں داخلے کی اجازت، (لطیفۂ حقیہ کی قوتوں کو ملنے والی) طہارت کبریٰ کے حصول اور لطیفۂ انائیہ کی تربیت کرنے والے لطیفۂ حقیہ کی کنہ وماہیت کی اطلاع پانے سے پہلے ہی اپنی رائے سے مطلعِ قرآن کی تفسیر کرے تو وہ قرآنی حقائق کا انکار کربیٹھتا ہے۔

صحتِ حواس کی شرط

جیسے سننے والے کے لیے قرآنی آیات کے سننے اور عالمِ شہادت کے استاد سے قرآن کی ظاہری تفسیر اور فیض کے حصول کی خاطر ظاہری حس کا صحیح ہونا شرط ہے، ایسے ہی عالم غیب کے استاد سے قرآن کے باطنی فیض اور تفسیر کے حصول کی خاطر دل کے کان کی صحت وسلامتی شرط ہے۔ جس آدمی کے ملکوتی دل کی سماعت درست نہ ہو وہ ان معنوی بہروں میں سے ہے جن کی بابت قرآن کے نصِ صریح میں یوں ارشاد ہے:

صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ۝ (البقرہ:۱۷۱)

وہ ایسے بہرے، گونگے اور اندھے ہیں کہ وہ کچھ بھی عقل نہیں رکھتے۔

اسی انداز سے لطائفِ سرّی، روحی اور خفی کے واسطے کے بغیر حق تعالیٰ سے حدِ قرآن اور اس کی تفسیر کے فیوض وبرکات کے حصول کے لیے جبروتی کان کی صحت شرط ہے۔

اسی طرح لطیفۂ حقیہ کے واسطے کے بغیر حق تعالیٰ ہی سے مطلعِ قرآن کی تفسیر و فیضان کو سننے کے لیے لاہوتی سماعت کی صحت بھی شرط ہے۔

کان کی بیماریاں اور ان کا علاج

(الف): ظاہری کان کی بیماری دماغ کے خانوں کو لاحق ہونے والے عوارض، کان کے سوراخ میں اترنے والے عجیب وغریب مادوں اور کان کے راستے میں فاسد مواد کے جمنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ

ان رکاوٹوں کی وجہ سے سماعت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اسے سماعت کے مخصوص فائدوں سے محروم کر دیتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ:

۱۔ ماہر ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق پرہیز کرے۔

۲۔ کان کے اندرونی حصے کو فاسد مادوں سے صاف کرے تاکہ دماغ کی تھیلی کی جانب نقصان دہ بخارات نہ اٹھیں۔

۳۔ اٹھنے والے بخارات سے دماغ کو صاف کرے۔

۴۔ دماغ کو بخارات سے صاف کرنے کے بعد اسے خوب قوت بہم پہنچائے تاکہ اس کی سماعت ٹھیک ہو جائے اور اس کے لیے سننا ممکن ہو جائے۔

(ب): باطنی ملکوتی کان کو بیماری خرافات کے سننے اور حُبِ دنیا کا گندہ مادہ دل میں اترنے سے لاحق ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ:

۱۔ دنیا سے کنارہ کش رہے۔

۲۔ دنیاداروں کی صحبت سے پرہیز کرے۔

۳۔ فضول باتوں کے سننے سے بچا رہے۔

۴۔ دل سے حبِ دنیا کے مادے کو ذکرِ تعلیمی کے مسہل کے ذریعے نکال باہر کرے۔

(ج): جبروتی سماعت کو بیماری حورانِ بہشت کی آرائش، رضوانِ جنت کی زیبائش اور عرشِ رحمان کے گرد ہمیشہ محوِ طواف رہنے والے مقرب فرشتوں کی تسبیح سے دل میں لذت و شوق کے پیدا ہونے سے لاحق ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ

۱۔ غیر اللہ کی طرف توجہ کرنے سے پرہیز کرے۔

۲۔ غیر اللہ کی محبت کا مادہ ذکرِ تلقینی کا دست آور معجون کھا کر دل سے مکمل طور پر خارج کر دے۔

(د): لاہوتی کان کو حقائق کے سننے پر شعور و آگہی کے پیدا ہونے اور اس سے ذوق و شوق کے پانے سے مرض

لاحق ہوتا ہے، جس کا علاج یہ ہے کہ:

۱۔ خود بینی سے مکمل پرہیز کرے۔

۲۔ ذوق ووجدان اور موجود کی محبت کو ذکرِ اعظم کے مسہل کے ذریعے اپنے دل ودماغ سے نکال دے۔

ذکرِ اعظم جسے فقراء کا معجون کہا جاتا ہے، ریڑھ کی ہڈی کے علاج میں استعمال ہونے والے معجون سے بھی زیادہ نافع ہے۔ ذکرِ اعظم کے معجون کے استعمال سے اس کی لاہوتی سماعت صحت یاب ہوتی ہے۔ عالمِ لاہوت کے حقیقی کان کا حامل اسرارِ حق کو حق کے لیے، حق کے ذریعے حق ہی سے سنتا ہے۔

مفسرینِ قرآن کے لیے لازمی امر

پس قرآنِ پاک کے ظاہری مفسر کو چاہیے کہ وہ باقی تینوں معنوی تفاسیر پر بھی ایمان لائے تاکہ اس کا

الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (البقرہ: ۳) وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

میں شمار ہو جائے اور حقیقی مفسر کو جو کہ قرآنِ پاک کے بطن، حد اور مطلع سے آگاہ ہے، چاہیے کہ اس کا ظاہر قرآن کے ظاہری تفسیری احکام سے آراستہ ہو اور اپنے علم کے مطابق عمل کرنے میں خوب کوشش کرے تاکہ حق تعالیٰ اسے اس چیز کا علم عطا کرے جسے وہ نہیں جانتا اور اسے لدونی علوم سے نوازے جو خصوصی خزانۂ غیب سے عطا ہوتے ہیں اور اسے عالمِ ربانی بنا دے جو انبیاء ومرسلین کے علوم کا وارث ہوتا ہے۔

اخلاص کی شرط

اس کی بنیادی شرط اخلاص ہے کیونکہ (ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا ظَھَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَۃِ مِنْ قَلْبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ۔[5]

جس نے چالیس روز تک مکمل اخلاص کے ساتھ صبح کی، اس کے قلب سے زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔

عمل کرنے کی نسبت عمل میں اخلاص پیدا کرنا زیادہ ضروری ہے اور یہ تمام بدنی عبادتوں کی نسبت نفس پر زیادہ گراں ہے۔ صاحبِ عمل اور طالبِ اخلاص کو چاہیے کہ وہ اپنے عمل پر مداومت اختیار کرے تاکہ اخلاص کا

5 رواہ القضاعی (466)5.

دروازہ کسی نہ کسی دن اس کے لیے کھول دیا جائے۔ چنانچہ کہا گیا ہے:

مَنْ قَرَعَ بَابًا وَّلَجَّ وَلَجَ وَمَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَّ جَدَّ وَجَدَ

جس نے کسی دروازے پر دستک دی اور اندر قدم رکھا تو وہ اس میں داخل ہو ہی گیا، اور جس کو کسی چیز کی طلب ہوئی اور اس میں کوشش کی تو وہ چیز اسے مل ہی گئی۔

نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

خَيْرُ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ [6] سب سے بہتر عمل وہ ہے جس پر زیادہ سے زیادہ مداومت ہو اگرچہ وہ تھوڑا ہو، اور اگر دنیوی زندگی میں اسے کچھ غیبی فتوح حاصل نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اچھے اچھے اعمال پر مداومت کے ساتھ مرتے دم تک اخلاص و بے لوثی کی چوکھٹ پر اپنا سرِ نیاز رکھے رہے اور مسنون اعمال پر مداومت کی گردن آستانۂ اخلاص پر جھکائے رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اخلاص کا دروازہ کھول دے، باغِ رضوان میں اسے داخل کرے اور خدائے منان اپنے احسانِ عظیم سے اسے خلد بریں عطا کرے۔ اس طرح وہ مکر واستدراج سے بے فکر ہو کر جنت کے باغوں کی سیر کرے گا اور وہ خدا اسے خوش اور خدا اس سے خوش ہو گا۔ مداومت کے ساتھ عمل بجالانے والا شخص ہی تو ہے جو بارگاہِ ایزدی کی چوکھٹ پر اپنا سرِ تسلیم رکھے ہوئے ہے:

يَآ اَيُّهَا الْمُطَالِعُ اَسْلِمْ تَسْلِمْ وَيَآ اَيُّهَا الْمُسْلِمُ اٰمِنْ تُؤْمَنْ وَيَآ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُ اَخْلِصْ تَخَلُّصْ

اے مطالعہ کرنے والے شخص! اسلام لا، سلامتی ملے گی۔ اور اے مسلمان! ایمان لا، امن ملے گا اور اے مؤمن! اخلاص اپنا، چھٹکارہ ملے گا۔

اخلاص تیل کی مانند ہے جبکہ ایمان مغز اور اسلام چھلکے کی طرح ہیں۔ اگر چھلکا نہ ہو تو مغز کمال کو نہیں پہنچتا جس سے تیل نکلتا ہے۔ لہٰذا عالم شہادت کے باغ میں زرعی اصولوں کے مطابق چھلکے کی تربیت کے لیے شریعت کے پانی سے آبیاری کرنا واجب ہے۔ پھر مغز کو بیرونی و اندرونی چھلکوں سے الگ کرنے کے بعد پیر و مرشد کی رائے کے مطابق طریقت کی دکان پر لے جا کر نچوڑنا واجب ہے تاکہ اس سے وہ تیل حاصل ہو جائے جو گودے اور چھلکے سے مقصود بالذات ہے۔ پھر اس تیل کا بارگاہ سلطان میں فراش حقیقی کے حکم سے قندیل

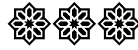
6. رواہ البخاری (2373/5، رقم 6100)، ومسلم (541/1۔ رقم 783)، واحمد (165/6، رقم 25356)، والبیہقی (485/2، رقم 4342)۔

حقیقت میں ڈالنا بھی واجب ہے تاکہ کسان کے امر کے تحت چھلکے کی تربیت کاراز پیر عصار کے امر کے تحت بیرونی واندرونی چھلکے سے مغز کو الگ کرکے نچوڑ کر تیل نکالنے کاراز اور فراشِ حقیقی کے حکم سے قندیل میں اس تیل کے ڈالنے کاراز کھل جائے۔اس کا ظہور تب ہی ہوتا ہے جب آتشِ مبارک بھڑک کر سلطانِ حقیقی کے مخصوص گھر کو روشن کرے اور سلطان کتاب جامع الحساب کا مطالعہ کرتے ہوئے یوں ہی ثناخوانی کرنے لگے:

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (المؤمن:٦٤) سب جہانوں کا پروردگار اللہ بہت برکت والا ہے۔

اور وہ دورانِ مطالعہ کتاب ذوقِ ثناء سے محظوظ ہوتا ہے اور ابد الآباد تک اس کی لذت سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

جاری ہیں۔



اے سورۂ فاتحہ کی باطنی تفسیر کے طلب گار!

تو سب سے پہلے اس کے چار ناموں کو جان لے، جو کہ یہ ہیں:

۱۔ سورۃ الحمد　۲۔ سبع المثانی　۳۔ اُم القرآن　۴۔ فاتحۃ الکتاب

جب تو (کتاب مطلع النقط) کی اصلِ اول میں بائے بسم اللہ کے نیچے واقع نقطے کے مطلع سے اور اصلِ ثانی میں بائے بسم اللہ کی حد سے آگاہ ہو چکا ہے تو اب بسم اللہ کے بطن کی تفسیر کو ایسے ایجاز و اختصار کے ساتھ سمجھ لے جو اس کی تفصیلات کی جھلک دے۔

شمارہ نمبر 135 سے ملاحظہ فرمائیں۔

واپس فہرست مضامین

القــرآن

تفسیر جامع التنزیل والتاویل

شیخ حسام الدین بدلیسی نور بخشیؒ
ترجمہ: مولانا علی محمد محمدیؔ منہاجین

گزشتہ سے پیوستہ

سو میں نے اس تفسیر کے بعض فوائد کو اپنی اس کتاب میں شامل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب یہ تفسیر ایجاز میں انتہائی ابہام کو پہنچی ہوئی تو میں تو میں اس کے بعض حصہ جو مجھ پر منکشف ہوا کی توضیح کا ارادہ کیا اور میں اللہ کی نازل کردہ کتاب (قرآن مجید) اور اس کے اشارہ کی بناء پر اس کتاب کا نام جامع التنزیل والتاویل رکھا۔

میں نے ہر سورۃ کے شروع میں اس سورت کی مناسبت سے تسمیہ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) لکھنے کا التزام کیا ہے۔ کیونکہ لفظ و معنی میں تکرار عبث ہوتا ہے اور عبث کلام الٰہی کی شان نہیں ہے۔ اس جامع التنزیل ولتاویل کا کام شروع کرنے کے بعد کئی سال التواء کا شکار رہا۔ یکایک قلم بعض سماع کی ہوئی (معلومات) کو کھڑ کھڑاتے ہوئے حرکت میں آنے لگا تو میں نے متلاشیان حق الیقین کے لیے ایسی قیمتی چیزیں لکھ کر ظاہر کیں جو انہیں علم الیقین کے مرتبے سے حق المبین تک پہنچادے۔ سو اہل طلب میرے پاس جمع ہو کر اس کی تکمیل کی تجویز دینے لگے اور تفسیر اور تاویل کے مقاصد کو نکھارنے کے لیے اصرار کرنے لگے۔ مجھے ان سے حسن ظن ہے۔ کیونکہ:

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[7] بیشک بعض گمان (ایسے) گناہ ہوتے ہیں (جن پر اُخروی سزا واجب ہوتی ہے۔)

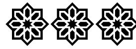
یقینا مظبوط ارادہ سے اختیار کی ڈوری ہاتھ آتی ہے اور عنان اقتدار اسی طرف رخ کرتی ہے جہاں مصمم ارادہ ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں، ہمارے حالات ہمارے نگران (اللہ) کی نگاہ میں ہیں، ہمارے خیالات کے اوپر بھی اللہ کی قدرت ہے۔ چنانچہ وقت کی زبان انہی باتوں کی ترجمانی کرتی ہے جو اسے علوم الغیوب (ہر ہر نہاں کو خوب جاننے والے اللہ) کی طرف سے تلقین کی جاتی ہیں۔ طلب کے قدم مطلوبہ راستوں پر اللہ ہی کے حکم سے حرکت پذیر ہوتے ہیں۔ تفسیر کو معیاری بنانے کے تجاویز اور اہل طلب کے اصرار جمع ہوئے، اس کی تکمیل کے لیے بعض نفوس قدسیہ کی توجہات میں اضافہ ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ تفسیر کے مراجع کی طرف مسلسل رجوع رہا۔ اس

۷۔　سورۃ الحجرت آیات ۱۲

حقیر سی کاوش کے سلسلے میں مطالعہ جاری رہا۔اس جامع التنزیل والتاویل کے لکھے ہوئے اجزاء کے بارے ضروریات کی تکمیل کے لیے ہم خیال جماعت نے اصرار کیا۔اس میں (میرا)شوق بڑھایا۔ان دنوں امر و نہی کے لیے جو مرجع خلائق تھے، حقائق و معارف کے حصول کے دلدادہ، فیضان عرفان سے مستفیض ہونے میں جگر کے پیاسے ہیں، جن کے دل انوار ایقان کے حصول میں مشتعل ہیں، جس نے حق اور یقین والوں کی جماعت کے بارے اپنا اعتقاد درست کیا ہے اور حصول قوت کو فقراء سے مربوط کر لیا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے بادشاہ ان کے مطیع ہوگئے ہیں اور علم اور جسم کی کشادگی میں قوم کے سردار کی طرح سلاطین عالم پر بازی لے گئے ہیں۔(وہ)سلطان مظہر الدین یعقوب بائندر خانی ہیں(اللہ تعالی انہیں انعام یافتہ بندوں انبیاء، صدیقین، شھداء اور صالحین کے ساتھ محشور فرمائے)سو میرے پاس ان کی متابعت اور موافقت کے لیے لپکنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور میں نے اس کے مطالعہ کے سلسلے میں محنت کرنے میں کوئی پہلو تہی نہیں کی، اس لیے کہ نیکی کے کاموں میں وہ صاحب امر، معاملات میں ظل الہی اور جمہور کے لیے آسودگی و خوشحالی اور نعمتوں کے نگران اور منتظم تھے۔وہ اپنے تخت خلافت پر عدل وانصاف اور رافت ورحمت کی دعوت دیتے تھے۔وہ بیدار دل، فطرت کے محتاج، روشن ضمیر، طبعت کے نقاد، بلند ہمت، خوددار و غیر تمند، عزم کے پکے، احکام دین اور شریعت کے پشت پناہ، اور کمزورں اور محتاجوں کے مددگار تھے۔سو میں انس کی خوشبو کے درپے اور عالم قدس کے فیوضات کے تاک میں رہتا تھا۔پس میں نے ان تمام معلومات کو ترتیب دیا جو مجھ تک (بطریق) روایت پہنچیں اوراس پر ان معلومات کا اضافہ بھی کیا جو بطریق الہام، مشاہدہ اور درایت معاون ثابت ہوئیں۔یہاں تک کہ اس کے پایہ تکمیل کو پہنچنے کا وعدہ حق قریب آ پہنچا اور اس کے متلاشیوں کے درمیان منظر عام پر لانے اوراس کی تشہیر کا وقت آیا تو اچانک اس عادل بادشاہ کی موت کا المناک واقعہ اور حادثہ پیش آیا پینے کے جگہیں آلودہ ہوئیں، مشارق و مغارب کے ٹھکانے بکھر گئے، امن وامان کی عمارتوں شگاف پڑ گئے، ملکوں میں ایمان کی نشانیاں مٹنے لگیں، ایرانی علاقوں میں فتنوں کے تارے گرنے لگے، بائندر خانی ممالک میں مصیبت اورابتلاء کی مار پڑنے لگی، لوگوں میں افراتفری

مچ گئی، ہر حاکم و محکوم اور آقا و غلام کے مابین فتنہ وفساد اور ہنگامہ برپا ہونے لگے۔ سو میں نے خیر البلاد (مکہ معظمہ) جو اس میں داخل ہوا امن پا گیا کی طرف نکلنے کا پکا ارادہ کر کے رخت سفر باندھا اور بیت اللہ کے دروازے، میدان عرفات اور منیٰ جیسے شرف و تقدس والے مقامات میں بیٹھ کر اس جامع التنزیل والتاویل کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا قطعی فیصلہ کر لیا۔ بارہا میرے دینی بھائیوں نے اس سفر سے میری توجہ ہٹائی مگر میں اس عزم سفر سے باز نہیں آیا اور رسوخ رکھنے والے علماء اور سیر و سلوک کرنے والے عرفاء (مکہ معظمہ جانے والی) گزر گاہوں کو اختیار کرنے سے روکتے رہے جنگی حالت میں شرعی طور پر راستے میں امن و سلامتی کے بگاڑ اور دور دراز سے بیت اللہ کی طرف میرے حال کی کم مائیگی کے حوالے سے ان کے دلائل مظبوط تر تھے۔ تاہم میں ان سے کہتا کہ کم مائیگی کے حال میں محنت و جدوجہد اطاعت الٰہی کی قبولیت میں زیادہ مددگاری و کرتی ہے اور جہاں تک امن و سلامتی کا تعلق ہے میرا نہیں خیال کہ اللہ کی راہ میں اس کی کمی ہو۔ یہاں تک کہ میں کہ میں کئی مراحل طے کر کے بیت اللہ کے جوار میں قیام کے لیے چلتے چلتے مدینہ اسلام تبریز پہنچا حتیٰ کہ میرے قوائے جسمانی پر بڑھاپا غالب آیا، میری عمر بڑھاپے کے دہلیز پر آ پہنچی اور عمر آٹھویں سے نویں دہائی سے تجاوز کر گئی۔

(جاری ہے)



واپس فہرست مضامین

فقہ

شرح فقہ احوط

مفتی علی محمد ہادی

گزشتہ سے پیوستہ

اَمَّا بَعْدُ فَاعْلَمْ اَيُّهَا الْوَلَدُ الْقَابِلُ الْعَادِلُ الْعَالِمُ الْفَاضِلُ الْمُكَاشِفُ الْوَاصِلُ الْمُرْشِدُ الْكَامِلُ رَزَقَكَ اللهُ كَمَالَ الْمَعْرِفَةِ فِيْ حَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ شَرِيْعَةً وَّطَرِيْقَةً وَّحَقِيْقَةً

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور مصطفیٰ ﷺ پر درود و سلام کے بعد اے قابل، عالم، فاضل صاحب کشف، خدا رسیدہ مرشد کامل بیٹے! جان لے اللہ تعالیٰ تجھے ہر چیز سے متعلق شریعت، طریقت اور حقیقت کے حوالہ سے کامل معرفت عطا کرے۔

تشریح: واضح رہے کہ زیر تشریح عبارت میں حسب ذیل امور خصوصیت کے ساتھ وضاحت طلب ہیں:۔

(الف) امابعد

(ب) اوصاف فرزند ارجمند

(ج) ہر شئے کی کامل پہچان

الف: (اَمَّا بَعْدُ) اس میں دو الفاظ ہیں:۔ (۱) اَمَّا (۲) بَعْدُ

"اَمَّا"[1] عربی میں دو طرح سے استعمال ہوتا ہے:

(الف) بطور حرف شرط و تاکید۔ جیسے کہ قرآنی آیت ہے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ[2]

1. المنجد

2. سورۃ البقرہ آیات 26

لیکن جو ایمان لائے ہیں وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے پروردیگار کی طرف سے حق ہے۔

(ب) بطور حرف تفصیل کے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے کہ

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ۔[3]

قوم عاد اور قوم ثمود نے کھڑ کھڑانے والی چیز (قیامت) کو جھٹلایا (ان پر نازل ہونے والے عذاب کی تفصیل یوں ہے کہ) قوم ثمود تو تیز و تند چنگھاڑ سے ہلاک ہوئے اور قوم عاد تیز و تند آندھی سے تباہ ہوئی۔

"بَعْدُ" یہ "قبل" کی متضاد ہے چونکہ یہ ظرف مبہم ہے اس لیے اس کا معنی مضاف الیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ مضاف الیہ کبھی مذکور ہوتا ہے۔ اس صورت میں حسب عامل اس پر اعراب آتا ہے اور کبھی اس کا مضاف الیہ لفظاً محذوف لیکن ذهنًا موجود ہوتا ہے۔ اس میں یہ مبنی بر ضم ہوتا ہے۔ خطبوں میں اکثر استعمال ہونے والا امّا بعد کا تعلق اسی سے ہے۔ جب خطبوں میں امّا بعد کا استعمال ہوتا ہے تو یہ ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کرتا ہے اور عرب رائے کے پھرنے کے بعد بھی استعمال کرتے تھے۔ جب امّا بعد کہا جاتا ہے تو یہ اشارہ تھا حکم بدلنے کی طرف۔ اسی لئے اس "فصل الخطاب[4]" بھی کہتے ہیں۔

احمد حسن الزّیات لکھتے ہیں کہ دنیا میں سب سے قبل خطبہ میں "اَمَّا بَعْدُ" دور جہالیت مشہور خطیب قُس بن ساعدہ الایادی نے کہا ہے۔[5] حضور نبی کریم ﷺ نے عکاظ بازار میں قُس کا خطبہ سنا اور اس کی تعریف فرمائی۔

(ب) اوصاف فرزند ارجمند:

حضرت میر سید محمد نور بخشؒ نے "اَمَّا بَعْدُ" کے بعد فَاعْلَمْ اَيُّهَا الْوَلَدُ فرما کر اپنے بیٹے سے خطاب فرمایا

3۔ سورہ الحاقۃ آیات 4-6

4۔ المعجم الوسیط

5۔ تاریخ ادب العربی صفحہ 10

ہے۔ لیکن اس بیٹے سے کون مراد ہے۔ اس بارے میں حضرت میر مختار اخیارؒ ''سراج الاسلام'' میں فرماتے ہیں کہ:۔

خطاب بہ حضرت شاہ قاسم است۔ یعنی یہ خطاب حضرت شاہ قسم فیض بخشؒ سے ہے۔[6]

اسی طرز سے ملتا جلتا خطاب کتاب الاعتقادیہ میں بھی کیا گیا ہے۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت میر سید محمد نوربخش قدس اللہ سرّہ کی نظر میں شاہ قاسم فیض بخش کی بڑی اہمیت و فضیلت تھی۔ صحیفۃ الاولیاء کو دیکھنے سے اس فضیلت کی مزید توثیق ہوتی ہے۔

زیر تشریح عبارت میں ''اَلْوَلَدُ'' کے سات صفات کا ذکر کیا ہے۔

<u>پہلی صفت:</u> (اَلْقَابِلُ) ہے۔ اس کے معنی ہیں اَلْمُتَهَيِّئُ لِلْقَبُوْلِ وَالْاِنْفَعَالِ یعنی اثر پزیری اور ہدایت و ارشاد کو قبول کرنے کے لیے تیار رہنے والا۔ اصطلاحات تصوف کی رو سے سچے مرید کو قابل کہتے ہیں جو اپنے مرشد کی ہدایت و ارشاد کو قبول کرنے کے لیے ہمہ تن گوش ہو کر ہر وقت تیار رہتا ہے۔

<u>دوسری صفت:</u> (اَلْعَالِمُ) یعنی صاحب علم و دانائے راہ کو کہتے ہیں۔

حضرت جلال الدین رومیؒ نے مثنوی میں علماء دین کے حسب ذیل درجے بتائے ہیں:۔

(۱) علمائے فقہ (۲) علمائے حدیث (۳) علمائے تفسیر (۴) علمائے عشق یعنی تصوف۔

حضرت ابو نجیب سہروردیؒ نے آداب المریدین میں اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدانؒ نے رسالہ علماء دین میں علماء کے تین درجے بتائے ہیں:۔

۱۔ علمائے حدیث جو کہ حراس الدین یعنی دین کے رکھوالے کہلاتے ہیں۔

۲۔ علمائے فقہ جو کہ حکام الدین یعنی دین کے احکام بتانے والے کہلاتے ہیں۔

۳۔ علمائے تصوف جو کہ خدام الدین یعنی دین کے مددگار و خدمت گزار کہلاتے ہیں۔

---

6. سراج الاسلام صفحہ اول اشاعت انجمن فلاح وبہبود نوربخشی بلتستانیاں کراچی

حضرت میر سید محمد نور بخشؒ نے الفقہ الاحوط ہی میں علماء کے یہ تین طبقات بتائے ہیں۔

الف۔ العالم باحکام اللہ یعنی شرعی احکام جاننے والا عالم

ب۔ اَلْعَالِمُ بَطَرِیْقِ الْوُصُوْلِ اِلَی اللہِ یعنی اللہ تعالیٰ تک رسائی پانے والے راستہ کا شناسا یعنی طریقت کا عالم۔

ج۔ اَلْعَالِمُ بِاللہِ یعنی حقیقت و معرفت کا عالم

تیسری صفت: (اَلْفَاضِلُ) اعلیٰ درجہ اور فضیلت والے کو کہتے ہیں۔ حکماء نے فضائل کے چار بڑے ارکا نلکھے ہیں جنہیں فضائل اربعہ کہتے ہیں جو کہ حکمت، شجاعت، عفت اور عدالت ہیں۔ [7]

حکمت: حکمت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حکمت نظری جو کہ حقائق اشیاء کے ادراک سے عبارت ہے کہ انسان اپنی طاقت بشری کی مقدور بھر کوشش سے حقائق اشیاء کا ادراک کرے یہاں تک کہ ذات واجب الوجود کی کامل معرفت حاصل ہو جائے جو کہ اس کی تخلیق کا مقصد حقیقی ہے۔

(۲) حکمت کی دوسری قسم قوت عملی ہے جو کہ انسان کے نیک اعمال کی بجاآوری کا اس حد تک اہتمام کرنے سے عبارت ہے کہ اس کا نفس اخلاق حمیدہ کا عادی ہو جائے۔

آگے حکمت کی چار اقسام ہیں:۔

۱۔ادراک　　یہ مقدمات پر توجہ دینے سے نتائج کے اخذ ہونے سے عبارت ہے۔

۲۔صفائے ذہن　کسی تشویش و اضطراب کے بغیر نتائج و مطالب اخذ کرنے کی استعداد و ملکہ حاصل ہو جائے۔

۳۔حسن تعقل　جو کہ سہو و خطا سے ذہن کو بچانے سے عبارت ہے۔

۴۔تحفظ یعنی صور معقولہ محسوسہ کو اس حد تک ضبط کرنا کہ بوقت ضرورت آسانی سے ان کا ملاحظہ کر سکے۔

7۔ غیاث الغات مطبوعہ منشی نول کشور انڈیا صفحہ 272-273

شجاعت: یہ انسان کی اس قوت غضبی سے عبارت ہے جو مخاوف و مہالک میں اسے سست اور کمزور ہونے نہیں دیتی۔اس کی چھ بڑی اقسام ہیں:۔

۱۔ کبر نفس: انسان کا کارہائے نمایاں کا انجام دینا۔ اس سلسلے میں جن مشقتوں کا سامنا ہو ہے ان کی طرف التفات نہ کرنا ہے۔

۲۔ علو ہمت: کمالات انسانی اور ذکر جمیل کے حصول کی راہ میں حائل رکاوٹوں کی طرف نگاہ نہ کرنا۔

۳۔ حلم: غم و غصہ کے موقعوں پر ثبات و استقامت کا مظاہرہ کرنا اور غیر مناسب اور نا ملائم امور کے پیش آنے پر بے چینی کا مظاہرہ نہ کرنا۔

۴۔ تواضع: اپنے سے جاہ و مرتبہ میں کم تر لوگوں پر اپنی برتری نہ جتانا۔

۵۔ حمیت یعنی احکام شریعت کی پاسداری اور اپنی اور احباب کی حرمت و عزت نفس کا خیال رکھنا۔

۶۔ رقت: اپنے ہم جنسوں کے حق میں نرم دل ہونا اور دکھ درد میں ان کا شریک غم ہونا۔

عفت: شہوت کا نفس ناطقہ کا اس حد تک تابع ہو جانے سے عبارت ہے کہ اس کے تصرفات اقتضائے عقل کے تحت ہو جائیں اس کی سات اقسام ہیں:۔

(۱)حیا (۲)حسن ابتداء (۳)صبر (۴)قناعت (۵)وقار (۶)خیریت (۷)سخاوت

عدالت: عدالت سچی دوستی سے عبارت ہے جو کہ اپنے دوست کے لئے ایسی چیز کا پسند کرنا ہے جو کہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔عدالت کی پانچ ارکان ہیں:۔

۱۔صداقت　۲۔وفا　۳۔تسلیم و رضا　۴۔عبادت　۵۔توکل۔

۱۔صداقت :صداقت سچی دوستی سے عبارت ہے جو کہ اپنے دوست کے لیے اُسی چیز کا پسند کرنا ہے جو کہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

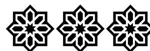
چوتھی صفت:(اَلْمُکَاشِفُ) اسرار باطن سے پردہ اٹھانے والا۔ حالت غیب میں امور باطن کا نظارہ کرنے والا۔

واضح رہے کہ جب کوئی سالک دوران ریاضت قبلہ رو ہو کر دوزانو یا چار زانو بیٹھ جاتا ہے اور اس کا باطن حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ ایسے میں اس کے دل و دماغ پر عالم غیب کی خوشبوئں کی جھونکین پڑنی شروع ہوتی ہیں۔ ان خوش بوؤں کے زیر اثر اس کے حواس معطل ہو جاتے ہیں۔ اس حالت کو غیبت کہتے ہیں۔ اس حالت میں وہ جو کچھ دیکھتا ہے اسے کشف یا مکاشفہ کہتے ہیں۔ گویا نوم اور غیب میں سبب کا فرق ہے مسبب یکساں ہیں۔ یعنی نوم معدے کے بخارات کی وجہ سے حواس کے معطل ہونے کو کہتے ہیں جبکہ غیب فیوض ربّانی کی جھونکوں سے حواس معطل ہونے کو کہتے ہیں۔ حالت نوم میں جو کچھ دیکھتا ہے اسے رویا کہتے ہیں اور حالت غیب میں جو کچھ دیکھتا ہے اُسے کشف کہتے ہیں۔

پانچویں صفت:(اَلْوَاصِلُ) یعنی خدا رسیدہ۔ اگر کوئی راہ سلوک طے کرتے کرتے حقیقت تک رسائی حاصل کر چکا ہو تو اسے "واصل" کہتے ہیں۔ جس نے اپنے معنوی سفر کے دوران دل کے ساتوں اطوار جنہیں "لطائف غیبیہ" بھی کہتے ہیں کو عبور کر لیا ہو تو ایسا شخص "اَلْوَاصِلُ بِاللہِ" کہلاتے ہیں۔

چھٹی صفت: (اَلْمُرشِدُ) یعنی راہنمائی کرنے والا۔ جب سالک خدا رسیدہ درجہ کمال پر فائز ہو جاتا ہے تو اسے ارشاد کی اجازت مل جاتی ہے۔ تب وہ مرشد کہلاتا ہے۔ وہ خود جس انداز سے راہ سلوک طے کر کے درجہ کمال تک پہنچا ہے اسی نہج پر تکمیل ناقصاں کے لیے ارشاد کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ مرشد کے لیے متبادل طور پر پیر، شیخ اور امام کے الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں۔

ساتویں صفت:(اَلْکَامِلُ) یعنی صاحب کمال۔ جب بارگاہ حق کو رسائی حاصل کر کے تمام اوصاف متعالیہ سے متصف ہو جائے اور اخلاق الٰہی سے متخلق ہو جائے تب وہ "کامل" کہلاتا ہے۔ جب وہ کمالیت حاصل کرنے کے بعد دوسروں کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تب وہ "مکمل" کہلاتا ہے۔ (جاری ہے)



واپس فہرست مضامین

حدیث نبوی ﷺ

طبقاتِ اولیاء اللہ

تحریر: غلام حسن حسنو

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی امی ﷺ یوں خبر دیتے ہیں:

اِنَّ لِلّٰہِ ثَلَاثَ مِأَۃِ نَفْسٍ قُلُوْبُھمعَلٰی اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ اَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُھمعَلٰی قَلْبِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ سَبْعَۃٌ قُلُوْبُھمعَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ خَمْسَۃٌ قُلُوْبُھمعَلٰی قَلْبِ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ ثَلَاثَۃٌ قُلُوْبُھمعَلٰی قَلْبِ مِیْکَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ وَاحِدٌ قُلُوْبُہٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کُلَّمَا مَاتَ الْوَاحِدُ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الثَّلَاثَۃِ وَکُلَّمَا مَاتَ وَاحِدٌ مِّنَ الثَّلَاثَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الْخَمْسَۃِ۔ وَکُلَّمَا مَاتَ وَاحِدٌ مِّنَ الْخَمْسَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ السَّبْعَۃِ وَکُلَّمَا مَاتَ وَاحِدٌ مِّنَ السَّبْعَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الْاَرْبَعِیْنَ وَکُلَّمَا مَاتَ وَاحِدٌ مِّنَ الْاَرْبَعِیْنَ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الثَّلَاثِمِأَۃِ وَکُلَّمَا مَاتَ وَاحِدٌ مِّنَ الثَّلَاثِ مِأَۃَ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الْعَامَّۃِ بِھمیَدْفَعُ اللّٰہُ الْبَلَآءَ عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ

بیشک حق تعالیٰ کے تین سو اولیاء ایسے ہیں جن کے دل قلب آدم علیہ السلام پر ہیں۔ حق تعالیٰ کے چالیس اولیاء ایسے ہیں جن کے دل قلب موسیٰ علیہ السلام پر ہیں۔ حق تعالیٰ کے سات اولیاء ایسے ہیں جن کے دل قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہیں۔ حق تعالیٰ کے پانچ اولیاء ایسے ہیں جن کے دل قلب جبرائیل علیہ السلام پر ہیں۔ حق تعالیٰ کے تین اولیا ایسے ہیں جن کے دل میکائیل علیہ السلام پر ہیں اور حق تعالی کا ایک ولی ایسا ہے جس کا دل قلب اسرافیل علیہ السلام پر ہے۔ جب تین میں سے ایک وفات پاتا ہے تو پانچ میں سے ایک کو اس کی جگہ پر بدل کرتا ہے۔ جب پانچ میں سے ایک وفات پاتا ہے تو سات میں سے ایک کو اس کی جگہ پر بدل کرتا ہے۔ جب سات میں سے ایک وفات پاتا ہے تو چالیس میں سے ایک کو اس کی جگہ پر بدل کرتا ہے۔ جب چالیس میں سے ایک وفات

پاتا ہے تو تین سو میں سے ایک کو اس کی جگہ پر بدل کرتا ہے۔ جب تین سو میں سے ایک وفات پاتا ہے تو عام میں سے ایک کو اس کی جگہ پر بدل کرتا ہے انہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس اُمت سے بلاؤں کو دور کرتا ہے۔

یہ حدیث اسی طرح اور معمولی فرق کے ساتھ کتب احادیث کے علاوہ ان کتابوں میں بھی موجود ہے۔ العروہ لاہل الخلوۃ والجلوۃ باب ششم، روضۃ الفردوس صفحہ ۱۸۶۔

اس طویل حدیث نبوی ﷺ میں اولیائے کرام کے مختلف طبقات کے بارے میں ذکر ہے۔ ان طبقات کا ایک سے دوسرے میں بدل دینے کا بھی ذکر ہے۔ بدل کا جمع ابدال اور اس کا جمع الجمع بدلائے آتا ہے۔ جس کا معنی جانشین، قائم مقام ہے، اولیاء کے مختلف طبقے ہیں۔ جن میں سے جو بھی وفات پاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدل میں کسی اور کو مقرر فرماتا ہے۔ اسی مناسبت سے وہ ابدال کہلاتے ہیں۔ اس کی اصل وہ حدیث نبوی ﷺ ہے جو مختلف کتابوں میں مندرج ہے۔

ابدال کی تعداد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کل ۷۰ ہوتے ہیں جن میں سے ۴۰ ملک شام میں اور ۳۰ باقی روئے زمین پر ہوتے ہیں۔

اولیاء اللہ کے ۶ طبقے ہوتے ہیں جن کی تفصیل یوں ہے۔

(۱) ابرار۔ اس کا واحد بر آتا ہے اس کا معنی نیک انسان، بھلے آدمی اور نیکوکار انسان ہے۔ یہ تعداد میں چالیس ہوتے ہیں۔

(۲) اخیار۔ یہ خیر کی جمع ہے اور اس کا معنی بہت نیک لوگ اور بہت اچھے انسان کے ہیں۔ ان کی تعداد سات ہوتی ہے اور یہ ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں۔

(۳) نقباء۔ اس کا واحد نقیب آتا ہے جس کا معنی سردار اور بزرگ کے ہیں۔ ان کی تعداد تین سو ہوتی ہے۔

(۴) نجباء۔ یہ نجیب کی جمع ہے اور اس کا معنی بزرگ، شریف اور عمدہ آدمی ہے۔ ان کی تعداد ستر ہوتی ہے۔

(۵)اوتاد۔ اس کا واحد وتد آتا ہے جس کا معنی میخ اور کھونٹی کی ہیں اس کو عمد اور عمدہ بھی کہا جاتا ہے یہ روئے زمین کے چاروں کونوں کی مانند چار ہوتی ہے۔صوفیانہ اصطلاح میں اوتاد اولیائے کرام کے ایک گروہ کا نام ہے جو تعداد میں چار ہوتے ہیں۔ جس طرح کائنات کے چار گوشے ہیں۔ ان چاروں گوشوں پر ایک ایک ولی تعینات ہیں۔جو اپنے اپنے حصے کا روحانی طور پر انتظام کرتا ہے۔(اسلامی انسائکلوپیڈیا ص:۱۱۸)

(٦)قطب۔ اس کی جمع اقطاب ہے۔اس کا معنی لوہے کی وہ کیل ہے جس پر چرخی گھومتی ہے،مدار، قوم کا سردار،اور سپہ سالار۔یہ تعداد میں ایک ہوتا ہے اسے قطب عالم، قطب کبری، قطب مدار، قطب الاقطاب، قطب جہاں اور قطب ارشاد بھی کہتے ہیں۔ (دیکھئے تفصیل کے لئے سرّ دلبران ص۲۱۴ تا ص۲۱٦)



واپس فہرست مضامین

تراجم مخطوطات

بهجة الطائفه

حضرت شیخ عمار یاسر بدلیسیؒ
ترجمہ: مولانا علی محمد محمدی منہاجین

گزشتہ سے پیوستہ

توبہ وانابت: کہا گیا: انابت کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: صحیح رجوع کے ساتھ، ثمرۂ توبہ کی بناء پر اپنی ذلت وپستی اور اللہ کے رعب ودبدبہ کے ساتھ اس کی دعوت کی قبولیت کی طرف سبقت کرنا، جس نے اس کو دعوت دی ہے، انابت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ[1]

اے ایمان والو! جب (بھی) رسول (ﷺ) تمہیں کسی کام کے لیے بلائیں جو تمہیں (جاویدانی) زندگی عطا کرے تو اللہ اور رسول (ﷺ دونوں) کی طرف (فورا) حاضر ہو جایا کرو۔

انابت اور استجابت کے لحاظ سے لوگوں کی اقسام

انابت اور استجابت کے لحاظ سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ فرمایا ہے:

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۚ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ[2]

سو ان میں سے اپنی جان پر ظلم کرنے والے بھی ہیں، ان میں سے درمیان میں رہنے والے بھی ہیں، اور ان میں سے اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھ جانے والے بھی ہیں۔

پہلی قسم ظالم لنفسہ (خود پر ظلم کرنے والا): ظالم وہ ہے جو فانی اور سایۂ دُنیا کی خاطر اپنے عزم وہمت کو بے کار اور ضائع کرے ایسے کہ اہل ارادت کے لئے کوئی سایہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ[3] پھر جب تم پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کریں۔

1. سورۃ انفال آیت ۲۴
2. سورۃ فاطر آیت ۳۲
3. سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹

دوسری قسم مقتصد (میان میں رہنے والا): وہ ہے جو اپنے ارادے کو اپنی قوت کی حد میں رکھے۔

تیسری قسم سابق (نیکیوں میں آگے بڑھ جانے والا): وہ ہے جو اللہ اور رسول ﷺ دونوں کی طرف دعوت دینے والے کی دعوت کو بلا تامل و تفکر قبول کرے۔ چنانچہ وہ سابق ہر امر پر عمل کرنے اور ہر نہی کو چھوڑنے کے سلسلے میں اہلِ تدبیر (سوچ بچار کرنے والے) سے آگے بڑھ گیا ہے۔ پس وہ اللہ اور رسول ﷺ کی طرف دعوت دینے والے کی دعوت کو تسلیم کرتا اور صحیح اعتماد کرتا ہے۔

بابِ قلب سے واقف (فرد) اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی دعوت کو اپنے قلب میں پہچانتا ہے اس لئے وہ دعوت کو قبول کرنے میں تاخر و تقدم سے کام لیتا ہے نہ ہی تردد و تشکیک کا شکار ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ[4]

بیشک اس میں یقیناً انتباہ اور تذکرہ ہے اس شخص کے لئے جو صاحب دل ہے۔

(یعنی غفلت سے دوری اور قلبی بیداری رکھتا ہے) اور اللہ کے ارشاد:

شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ[5] کاموں میں ان سے مشورہ کریں۔

کا مطلب ہے کہ جب وہ رائے ہو وحی نہ ہو۔

اپنے محبوب و مقرب نبی ﷺ کی زبان اقدس سے اپنی کتاب کے ذریعے اللہ کی طرف دعوت دینے والا، اللہ ہی ہے۔

اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ[6] اللہ اور رسول (ﷺ دونوں) کی طرف فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے فوراً حاضر ہو جایا کرو۔

---

4. سورۃ ق آیت ۳۷

5. سورۃ آلِ عمران آیت ۱۵۹

6. سورۃ الانفال آیت ۸

تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ[7] تم اللہ کے حضور توبہ کرو۔

سو جس نے اللہ کی کتاب قرآن مجید اور اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطہ سے اللہ کی دعوت کو قبول کیا اور اللہ کی طرف رجوع کیا اس نے معاملہ کے واسطہ سے معرفت حاصل کی تو اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسی زندگی عطا فرماتا ہے جو معرفت کا پہلا مقام ہے وہ معرفت عقلی کہلاتی ہے۔اور جس نے کتاب اور رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے قبول کیا اس نے معرفت کے ذریعہ معاملہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسی زندگی سے نوازتا ہے جو معرفت کا سب سے بلند مقام ہے وہ معرفت قلبی کہلاتی ہے۔پس وہ عارفین حق میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنے قلب و دل کو رب کے دروازہ پر ٹھہرا دیا ہے۔

فعرفہ ثم عبد سو اس نے اللہ کی معرفت حاصل کی پھر اس نے اس کی عبادت کی۔

باب رب

کہا گیا: رب کا دروازہ کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: مقامِ مراقبہ میں استقامت کا التزام کرنا رب کا دروازہ کہلاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا[8]

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ (اس پر مظبوطی سے) قائم ہو گئے،

کیفیتِ مراقبہ و استقامت

کہا گیا: استقامت کے بعد مراقبہ کی کیا کیفیت ہے؟

ارشاد فرمایا: غیر اللہ کی طرف دیکھنے سے اپنی نگاہ کو قابو میں رکھنا اور قلب میں آنے والے غیبی فکر اور خیال کی حفاظت کرنا مراقبہ کہلاتا ہے۔

---

7. سورۃ النور آیت ۳۱

8. سورۃ الاحقاف آیت ۱۳

اور نفسانی خطرات (خیالات) سے اپنے دل کو اس طرح پاک وصاف کرنا کہ اس کے باطن میں ربانی خیالات کے سوا کوئی خیال پیدا ہی نہ ہو استقامت کہلاتا ہے۔

شرائط وعلامتِ صاحب استقامت

کہا گیا: صاحب استقامت کی شرط کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: اس استقامت والے شخص کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے باطن میں خاطرِ نفس، خاطرِ قلب، خاطرِ رب (من جانب اللہ آمدہ خیال) اور القاءِ ملک کے درمیان فرق کو پہچان سکے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ [9]

بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ (اس پر مضبوطی سے) قائم ہو گئے، تو ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

پس جو فرشتہ اور شیطان کے درمیان فرق نہیں کر سکتا، جو چیز اور اس کی ضد کو پہچان نہیں سکتا اور جو کسی چیز اور اس کی ضد کے درمیان فرق نہ کر سکے تو وہ صاحب استقامت نہیں کہلا سکتا۔

صاحب استقامت کی علامت یہ بھی ہے کہ میدان اور پہاڑ، خشکی اور سمندر ہر چیز اس کے اشارے پر سرِ تسلیم خم کرتی ہے اور اس کا حکم مانتی ہے۔ بعض کبار مشائخ کا فرمان ہے:

مَنۡ اَطَاعَ اللّٰہَ اَطَاعَہُ الۡبَرُّ وَالۡبَحۡرُ جو اللہ کی اطاعت کرے تو بحر و بر اور سب خشک و تر اس کا کہنا مانتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز واقعہ:

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ حرم شریف میں تشریف فرما تھے آپ سے صاحبِ استقامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

9. سورۃ حٰم السجدۃ آیت ۳۰

اَنْ يَّنْقَادَ لِاِشَارَتِهٖ هٰذَا الْجَبَلُ وَاَشَارَ اِلٰى اَبِي الْقُبَيْسِ فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ فَقَالَ اُسْكُنْ مَالَكِ اَعْنِيْ ۔[10]

یہ پہاڑ اس کے اشارے پر چلنے لگتا ہے اور آپ نے جبل ابی قبیس کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ حرکت کرنے لگا فرمایا: کہ اے پہاڑ ٹھہر جا میرا یہ مطلب نہیں ہے اور احوال کی ابتداء ہوتی ہے، اور ابتداء کے علوم ہوتے ہیں، اور علوم کی شرط، غرض وغایت اور نہایت ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِسْتِقَامَةُ اِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهٗ وَلَا يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهٗ حَتّٰى يَسْتَقِيْمُ لِسَانُهٗ ۔[11]

استقامت وہ ایمان ہے جس پر دل جم جائے اور دل (ایمان پر) قایم نہیں ہو تا جب تک اس کی زبان قایم نہ ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث پاک میں ایمان کی استقامت کے لئے دل کی استقامت اور دل کی استقامت کے لئے زبان کی استقامت کی شرط رکھی گئی ہے۔

ایمان کی استقامت

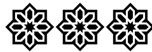
ایمان کی استقامت علم کی مخالفت کے مقابلہ میں موافقت کی حفاظت کرنا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

اَلْاِيْمَانُ عُرْيَانٌ وَّلِبَاسُهُ التَّقْوٰى 12 ایمان برہنہ ہوتا ہے اور اس کا لباس تقوی ہے۔

اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

اَلْاِيْمَان قَيْدُ الْفَتِكِ ۔13 ایمان تیری الفت کا بند ہونا ہے۔

(جاری ہیں)



واپس فہرست مضامین

10۔ قارن بما ورد فی صوم القلب،فیصل۹،ص۲۹،۱۰۔۱۳

11۔ انظر المعجم المفهرس ۵:۴۹۷،تحت قوم،(واحیاء علوم الدین ۳:۱۰۹ وانظر الحدیث ایضاً فی صوم القلب فصل ۷

12۔ انظر المعجم المفرس۱:۱۰۹،تحت: ایمان و ۵:۵۷،تحت:فنك

13۔ انظر المعجم المفرس۱:۱۰۹،تحت: ایمان و ۵:۵۷،تحت:فنك

غیر مطبوعہ رسائل

رسالہ میزان العمل

حضرت نجم الدین کبریٰ
تحقق وتدوین: ڈاکٹر فیروز حریر چی
ترجمہ: مولانا محمد اسحاق عرفانی

نوائے صوفیہ کے ہر شمارے میں شاہ ہمدان یا سلسلۃ الذہب کے کسی شیخ کا ایک غیر مطبوعہ رسالہ پیش کیا جارہا ہے۔ پچھلے شمارے میں شاہ ہمدان کا رسالہ ''حقیقتِ ایمان" نذر قارئین کی تھی۔ شمارہ ہذا میں اس تسلسل کے تحت رسالہ میزان العمل ہے۔

غالباً حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ نے اس عربی رسالے کو خود کوئی نام نہیں دیا مشمولات دیکھ کر اہل علم نے اسے اپنے اپنے مذاق کے مطابق نام دیے ہیں چنانچہ اس کے نسخوں پر الگ الگ نام ہیں۔ تاہم جس تحقیقی متن کا ہم ترجمہ کر رہے ہیں اس پر (میزان العمل) نام درج ہے اس لئے ہم یہی نام منتخب کرتے ہیں۔ یہ آٹھ فصل یا ابواب اور طویل تمہید پر مشتمل ہے۔

شیخ صاحب تمہید میں حمد صلوات کے بعد نہایت مختصر چھوٹے چھوٹے فصیح و بلیغ جملوں میں عبرت انگیز اور سبق آموز ذاتی مشاہدات لکھتے چلے جاتے ہیں پھر آٹھ فصلوں میں عنوان کے مطابق مختصر اور فصاحت وبلاغت سے بھرپور جملے لکھتے چلے جاتے ہیں اور بعض مقامات پر آیات قرآنی، احادیث نبوی ﷺ اور عربی اشعار بھی نقل کرتے ہیں شیخ صاحب کا انداز تحریر نہایت دلنشین، مؤثر اور فصیح و بلیغ ہے آپ کی تحریر مختصر مگر جامع اور فصاحت وبلاغت سے بھرپور ہے اس طرح گویا سمندر کو کوزے میں بند کرنے پر عمل پیرا ہیں۔ اس کا ایک ایک جملہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

یہ رسالہ اہل علم و فضل کے ہاں بے حد مقبول ہے جس کا ثبوت اس کے قلمی نسخوں کی موجودگی ہے۔ ذیل میں ہم اس کے مخطوطات اور مطبوعہ نسخوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

قلمی نسخے

ا۔ نسخہ تہران یونیورسٹی۔

میزان العمل کا یہ مخطوطہ تہران یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں محفوظ ہے جس کا کیٹلاگ ابھی تک

نہیں بنا مستقبل میں بن جائے گا۔یہ ۶ مخطوطات کے ایک مجموعے کا چھٹا رسالہ ہے۔اسے حاجی ابوالحسن زین العابدین نامی کاتب نے ۱۲۴۱ھ میں کاشان کے ایک گاؤں قمصر میں کتابت کیا ہے۔بظاہر یہ چار فصلوں اور ایک طویل تمہید پر مشتمل ہے ۔لیکن پہلی اور دوسری فصل میں فصل نمبر تین، چار اور پانچ کو سمویا ہوا ہے اس پر رسالے کا نام ''میزان العمل'' لکھا ہوا ہے اور یہ مکمل نسخہ ہے۔

۲۔نسخہ نجی لائبریری۔

ایک قلمی نسخہ ایک نجی کتابخانے میں زیر نمبر ۱۶۹۸/۴ ۔ ۱۳س۔ موجود ہے اسے محمد حسن منشی نے شعبان ۱۳۱۸ھ میں کتابت کیا ہے اگرچہ انہوں نے خود ذکر نہیں کیا ہے کہ یہ مطبوعہ نسخہ ۱۳۰۳ھ کی یا کسی اور نسخے کی نقل ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ اسے مطبوعہ نسخے سے کاتب نے ہو بہو نقل کیا ہے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۳۔نسخہ مجلس شورائے ملی تہران

اس کا ایک قلمی نسخہ مجلس شورائے ملی تہران میں زیر نمبر ۷/۴۸۴۰ موجود ہے جو ایک مجموعے کا ساتواں رسالہ ہے اور رسالے پر نام رسالہ فقریہ لکھا ہوا ہے یہ میر سید علی ہمدانیؒ کے کتب ورسائل کے مجموعے میں شامل ہے خط شکستہ میں ہے۔

۴۔نسخہ آستان قدس رضوی

اس کا ایک قلمی نسخہ آستان قدس رضوی مشہد مقدس میں زیر نمبر ۵/۵۴۹ موجود ہے جو ایک مجموعے کا پانچواں رسالہ ہے۔

مطبوعہ نسخے

۱۔ یہ پہلی بار ۱۳۰۳ھ میں کارخانہ علی قلی خان قاچار اصفہان میں شائع ہوا ہے جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں کہ ان دنوں پتھر کی سل بنا کر کتابیں چھاپی جاتی تھیں جس کے لئے عربی میں حجر، فارسی میں سنگین اور اردو میں پتھر استعمال کیا جاتا ہے۔پھر لیتھو چھپائی، پھر آف سیٹ چھپائی اور اب ڈیجیٹل پرنٹنگ کا زمانہ آیا۔بہر حال یہ اشاعت

اغلاط سے پُر نسخہ ہے شائع کرنے والے نے یہ بھی نہیں لکھا کہ اس کی اصل کہاں ہے؟ اس پر نسخہ کا نام "منہاج السالکین و معراج الطالبین فی علم السیر والسلوک وتصفیۃ القلب وآداب العبید والملوک" لکھا ہوا ہے۔ یہ نسخہ بھی مکمل ہے۔

۲۔ دوسری بار یہ تہران یونیورسٹی کے دانش کدۂ ادبیات کے میگزین مجلہ العلوم الاسلامیہ میں شائع ہوا یہ تحقیقی متن ڈاکٹر فیروز حریرچی کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے انہوں نے مذکورہ بالا قلمی نسخہ اور پہلی مطبوعہ نسخے کے موازنے کے بعد تحقیقی متن تیار کیا تھا۔

۳۔ مذکورہ بالا مطبوعہ نسخہ نمبر ایک کا اردو میں ترجمہ پہلی ۲۰۱۵ء میں سید بشارت حسین تھگسوی نے کیا ہے اور اسے جامعہ اسلامیہ ٹرسٹ کراچی نے شائع کیا ہے۔ اس اشاعت میں ایک ہی صفحے پر عربی متن اور اردو ترجمہ دیا گیا ہے جس کی وجہ سے کتاب کی پیش کش بھونڈی اور مطالب کی تفہیم نہیں ہوتی۔

اب چوتھی بار شائع ہو رہی ہے۔ مجلہ العلوم الاسلامیہ میں ڈاکٹر فیروز حریرچی کا شائع کردہ متن اعلیٰ تحقیقی معیار پر اترتا ہے اسی کا اردو میں سلیس ترجمہ نذر قارئین ہے۔ ڈاکٹر فیروز کو قلمی نسخہ نمبر ا، ۲ اور مطبوعہ نسخہ نمبر ایعنی تین نسخے ملے تھے باقی نہیں۔

حضرت شیخ نجم الدین کبریؒ شہید کا یہ رسالہ محترم یعقوب براہوی نے راقم کو فراہم کیا۔ ترجمہ محمد اسحاق عرفانی ایم اے نے کیا ہے مولانا PhD کر رہے ہیں اور گورنمنٹ کالج سکر دو میں اسلامیات کے لیکچرار ہیں۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سمندروں کی پیائش، پہاڑوں کے اوزان کو جانتا ہے اور وہی بھاری بادلوں کو پیدا کرنے والے، تمام امور کی تدبیر کرنے والے، حالات کو بدلنے والے، رزق دینے والے، موت کا وقت مقرر کرنے والے اور شان کبریائی اور مجد و شرف والے ہیں۔ وہ ذات جو حلول وانتقال، اتصال وانفصال سے پاک و منزہ ہے۔ وہ ذات تمام صفاتِ کمال سے متصف، ہر نقصان وزوال سے پاک اوراہل کفر و ضلال کی بیہودہ باتوں سے مبرّا ہے۔ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ میں حشر ونشر اور جواب وسوال پر یقین رکھنے والے بندے کی حیثیت سے گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور تمام کبریائی اور ساری بڑائی اسی کے لیے ہیں، اس کا کوئی شریک، کوئی شبیہ اور کوئی مثال نہیں اور میں گواہی دیتاہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کا بندہ اور رسول ہیں۔ وہ ہمارا ایسا نبی ہے جو تمام اقوال میں سچا، سارے افعال میں قابل تعریف اور سیرت وخصال میں پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ان تمام آل واصحاب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جو دوسرے تمام آل واصحاب سے بہتر وافضل ہیں۔

وجہ تصنیف کتاب

امابعد اے سالک! اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق خیر سے نوازے، تم نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاہونے والی نعمتِ جزیل کی تشریح کروں اور مجھ پر خاص طور پر اور تمام فقرأ پر عام طور پر اس کے احسان جمیل کو جنہیں میرے دل کی آنکھوں نے دیکھا تھا، بیان کروں پس میں نے تمہاری درخواست کو قبول کرتے ہوئے اپنے دل کے اوراق اور خیال کے صفحات سے ان بعض چیزوں کو نقل کیاہے جنہیں اللہ نے میرے لئے مخصوص فرمایا تھااور مجھے انہیں جمع کرنے کا الہام کیا تھا۔ پس اللہ کی توفیق سے میں شروع کرتاہوں۔

عبرت انگیز مشاہدات

میں دنیا کے بعض حصوں میں میں گھوما پھرا، میں نے بہت سارے معاملات کا تجربہ حاصل کیا، میں بہت

سے کاموں میں مصروف رہا، بہت ساری مصیبتوں کو جھیل لیا، بہت ساری اشیاء کی کھٹاس اور مٹھاس کو چکھا، کتابوں کی چھان بین کی اور علمأ کی خدمت کی۔ اس طرح میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ دنیا کی طلب میں ضائع کر دیا۔ اس دوران میں نے عجائبات مشاہدہ کیا۔

میں نے کوئی چیز نہیں دیکھا جو عمر اور دنیا سے زیادہ جلدی زائل اور ختم ہونے والی ہو۔ موت اور آخرت سے زیادہ نزدیک و قریب ہو۔ آرزوں اور خواہشوں سے زیادہ دور ہو اور آہ وزاری سے زیادہ دلچسپ ہو۔

میں نے لوگوں کے حق میں دیکھا کہ دنیاو آخرت دونوں کی بھلائی طمع (ولالچ) ترک کرنے میں اور سب سے زیادہ نقصان عمر عزیز کو لیت و لعل (لمبی خواہشات) میں ضائع کرنے میں ہے۔

میں نے یہ بھی دیکھا کہ آدمی کا سب سے حسین زیور تواضع وانکساری ہے اور سب سے ناپسندیدہ بخل و کنجوسی۔ حسن خلق تمام خیر واچھائیوں کا مجموعہ ہے اور حسد تمام برائیوں کا ڈھیر۔

میں نے گداگری کو ذلت کی موت کے مترادف اور پاکبازی واحوال کی رازداری کو حیات جاویداں پایا۔

مجھے جدوجہد اور سعی میں توفیق خداوندی نظر آئی اور سستی اور کاہلی میں محروی ورسوائی دکھائی دی۔

میں نے ہمیشہ فضول باتوں سے مصیبتوں کو جڑے ہوئے اور خاموشی میں سکون اور اطمینان بھرے ہوئے دیکھا۔ اسی طرح لالچی کو ہمیشہ محروم اور طالبِ دنیا کو ہمیشہ مغموم پایا۔

صاحب اولاد کو ہمیشہ فکر مند دیکھا اور ارباب ثروت کو ہمیشہ مسکین دیکھا۔

میں نے لوگوں میں دیکھا کہ عام لوگ اور بادشاہ وحکام سچے دوست اور جوانمرد کم ہیں، بے وفا دوست اور اہل نفاق زیادہ ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی غلامی سے آزاد کر دیا ہو صرف وہی آزاد ہیں۔ خالق کی خدمت میں کوئی ذلت اور خواری نہیں جبکہ مخلوق کی خدمت وملازمت میں صرف ذلت وخواری ہے۔

میں نے یہ بھی دیکھا کہ بادشاہوں کے دل سے زیادہ سخت کسی کا دل نہیں، فقیر کے پیوند پر پیوند لگے لباس سے زیادہ زینت کسی چیز میں نہیں، اپنے نفس کے محاسبہ سے بہتر کوئی محاسبہ نہیں، آخرت کی طرف متوجہ

ہونے والے سے زیادہ کوئی عقل مند نہیں اور دنیا کی طرف متوجہ ہونے والے سے بڑھ کر کوئی جاہل (بیوقوف) نہیں۔

دنیا سے لگاؤ رکھنے والے کو ہمیشہ مصروف اور دنیا سے بے رغبت زاہد کو ہمیشہ فارغ دیکھا۔ سچے مرید کو ہمیشہ طالبِ حق اور مدعی کو ہمیشہ جھوٹا پایا۔ سچی بات سے بڑھ کر کوئی خوبصورت زیور نہیں اور اللہ کی کوئی مخلوق نہیں جس میں مجھے اللہ کی نشانی نظر نہ آئی ہو۔

نفس امارہ آدمی کو ہمیشہ برے اعمال پر اکساتے، خواہشات برے لوگوں کو دوزخ کی طرف گھسیٹتے اور عقل ہمیشہ نیک لوگوں کو عمل کی طرف ہنکاتے ہیں۔

میں نے سب سے زیادہ طاقتور اس شخص کو پایا جو اپنے نفس کی تادیب کرنے اور نافرمانی و ناجائز خواہشات سے نفس کو باز رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ عمر اور رزق میں برکت اللہ کی طاعت میں اور دنیا و آخرت کی بھلائی اللہ کے رسول ﷺ کی متابعت میں دیکھا ﷺ۔ نعمت کی تکمیل شکریہ ٔ منعم میں پایا، بہترین دوست اور رفیق علم کو جانا اور دنیا کی سب سے بدترین چیز حرص کو سمجھا۔ تمام نافرمانوں، گناہگاروں اور اہل کبائر میں فضول خرچی کرنے والے سے زیادہ کوئی بدتر نہیں دیکھا۔

اکلِ حلال اور ترکِ محال میں جنت میں دخول اور متابعتِ خواہشاتِ نفسانی میں جہنم میں دخول پایا اور دنیا کی محبت میں اللہ کے بندوں پر شیطان لعین کا غلبہ و تسلط دیکھا۔

لوگوں میں سب سے بڑا بیوقوف موت، قبر کی حالت اور دارِ عُقبیٰ کا یقین نہ رکھنے والوں اور زادِ آخرت تیاری نہ کرنے والوں کو پایا، حدود اللہ کی پاسداری نہ کرنے والوں کو سب سے بڑا بدبخت اور انسان کو پیش آنے والے تمام مشکلات و مصیبت کا ذریعہ زبان کو پایا۔

دین و شریعت کی بنیادی مدار صبر و یقین، سب سے افضل عبادت فرائض کی ادائیگی اور بہترین سعادت معصیت و نافرمانی سے اجتناب ہے۔ سب سے افضل عمل لوگوں سے تکلیف دور کرنا اور بہترین بے نیازی لوگوں سے مایوس ہو جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد سب سے افضل ذکر موت کو یاد کرنا اور فوت شدہ چیز پر افسوس کرنا موت سے بھی سخت شے ہے۔

عصمتِ نفس صرف انبیائؑ علیہم السلام کے لئے اور زندہ دلی صرف اولیائؒ کے لئے ہیں۔ میں نے دنیا کو ترک اور خیر باد کہہ کر امن، سکون اور راحت طلب کیا۔ میں نے اللہ کی عشق و محبت ڈھونڈا مگر مجھے یہ خلق خدا سے تنہائی اختیار کرنے اور خواہشات نفس کی مخالفت کرنے اور شیطان کو دشمن رکھنے میں ملا اور اللہ کی بارگاہ میں سب سے کامل امید اللہ سے حسنِ ظنّ میں نظر آیا۔

میں نے سنا کہ جس نے نہیں بویا وہ فصل کاٹ نہیں کر سکتا، جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا اور جو شخص لیل و نہار (رات اور دن) کی کشتی میں سوار ہو گا وہ اس کو کسی بھی وقت جنت میں پہنچائے گا یا جہنم میں۔ خبر دار! پھر خبر دار! نفس کے دھوکے سے بچو۔

انسان کی عجز و ناتوانی

تمام خلفاء، بادشاہوں، صاحبانِ شان و شوکت کو اپنے جسم سے مکھی کو دور کرتے ہوئے دیکھا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکے۔ آدم کی پیدائش سے صور اسرافیل پھونکنے تک کے انسانوں کو چیونٹی کے ٹوٹے پاؤں کو جوڑنے سے عاجز اور تمام فضلا، بلغاء، نجومی، اور دیگر علوم والٰہیات کے ماہرین کو مچھر کے پر بنانے سے عاجز اور مجبور دیکھا ہے اور انہیں عجز و ناکامی کا اعتراف بھی کرتے پایا ہے۔

قدرت و سطوت پروردگار

پس پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات کہ تخلیق، امر، علم اور قدرت صرف اسی کے لئے ہیں۔ اور وہی بزرگ و برتر اور وہی بہترین خالق اور رب العالمین ہے۔ اس کی بادشاہت میں کوئی شریک نہیں اور وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں۔ وہی تمام اشیا کو پیدا کرنے والا، آسمان و زمین کو مزین کرنے والا، عرش و کرسی کے خالق، انس و جن کے رازق، استوا واستقرار سے پاک ومنزہ ہے ، اور وہ جو چاہتا ہے، حکم دیتا اور جو چاہے، کرتا ہے۔ وہی بغیر ذرائع و آلے کے بوسیدہ ہڈیوں کو جوڑنے والے، زندوں کو موت دینے والے اور

مردوں کو زندہ کرنے والے، رزق وروزی مہیا کرنے والے ہیں۔ وہی تمام عالم کے حرکات واحساسات کو سننے والے ہیں، خواہ چیونٹی کے رینگنے کی آواز ہی کیوں نہ ہوں اور پوشیدہ آوازوں کو سننے والے ہیں۔ آسمانوں میں کوئی شئے اس کے علم سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔

ہمارا ایمان اور عقیدہ

اللہ پر اور اس کے تمام فرشتوں پر، تمام کتابوں پر، تمام رسولوں پر اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر، شفاعت پر، جنت پر، جہنم پر، قبر پر، اور قبر میں ہونے والے سوال پر، حوض کوثر پر، میزانِ اعمال پر، پلِ صراط پر، کافروں کے جہنم میں ہمیشہ رہنے پر، مومنین کے جنت میں ہمیشہ رہنے پر، بندوں کے درمیان عدل وانصاف کرنے پر، مظلوموں کی دادرسی کرنے پر اور ردِّ مظالم کے حکم پر، جنت میں امن وانعامات پر اور اس کے وجہ کریم کی دیدار پر ہم نے ایمان لایا۔

ہر ان چیزوں پر جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی منزل ومحکم کتاب میں فرمایا ہے جیسے:

وعدہ ووعید۔ شقی وسعید۔ امر ونہی۔ اخبار وقصص۔ امثال وحکم۔ حلال وحرام۔ اور محکم ومتشبہات پر ہم کامل ایمان ویقین رکھتے ہیں اور ان تمام باتوں کو جنہیں ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ نے توضیح وتفسیر کے ساتھ بیان فرمایا، برحق مانتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ اللہ کا بندہ اور رسول ہیں۔ ان کی مثال:

كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ [1]

وہ آدم کی مانند ہیں جنہیں مٹی سے پیدا کیا اور کہا بن جا تو وہ بن گیا تھا۔

وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ [2] ان کی ماں صدیقہ ہیں وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل علی اور ان کے اہلِ

1۔ سورۃ ال عمران آیات 59

2۔ سورۃ المائدہ آیات 75

بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ہم ان اہلِ بیت طیبین وطاہرین سے محبت کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر ناپاکی کو دور کیا اور انہیں مکمل طاہر و پاکیزہ فرمایا۔

ہمارا اقرار

ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر حوادث سے پاک ومنزہ اور تمام مخلوق سے بے نیاز و مستغنی ہے جنہیں اس نے اپنی حکمت اور مشیت کے تحت خلق فرمایا ہے اس کے لئے کسی چیز کی ایجاد کے لئے کسی نمونے کی حاجت ہے نہ ہی کسی چیز کے اظہار کے لئے۔وہ اپنے تدبیر اور ارادے سے ہر معاملے کی تہہ کو پہنچ جاتا ہے یہ سب بلا کسی سبب وعلت بلکہ حکمت ربانی اور اظہار صانع فردانی کے تحت ہوتا ہے۔اس کے وحدانیت کی دلیل وہی سبحانہ وتعالیٰ ہے۔وہ قائم بذاتہ ہے اور تمام مخلوق عرش سے تحت ثریٰ تک اسی سے قائم ہیں۔تمام مخلوق اس کی قدرت اور امر کے نفاذ تلے مجبور اور مقہور ہیں۔وہ اس کی حقیقتِ معرفت جاننے سے عاجز اور قضاوقدر کے پردے میں محجوب (چھپے) ہیں اور کوئی بھی اپنے لئے نفع ونقصان کا مالک ہے نہ موت وحیات کا اور نہ ہی قیامت کے دن اٹھائے جانے کا۔جو کچھ ہمارے دماغوں میں تحریک پیدا ہوتی ہے، افکار اور سینوں میں ہل چل رونما ہوتی ہے، اوہام اور قلوب میں جو تصورات ابھرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے پاک ومنزہ ہے۔وہ جو چاہے، اس پر قادر ہے۔اس کا کوئی شبیہہ ہے نہ ہی کوئی اوائل، نہ ہی اس کو کوئی زوال ہے نہ کوئی حول (ایک حال سے دوسرے میں تبدیلی) ہے نہ ارتحال (نقل مکانی)، نہ حرکت، نہ انفعال، نہ مکان اور نہ ناامید ہے وہ تو فضل واحسان اور عظمت وجلال کا مالک ہے۔وہ ان باتوں سے بلند وبرتر ہے جو کفر وضلالت والے ظالم لوگ بتاتے ہیں وہ اپنے فضل سے لوگوں کو جنت میں داخل کرتا ہے اور اپنے عدل سے دوزخ میں داخل فرماتا ہے:

وَ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ وَ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ[3]

اور جب کوئی چیز ایجاد کرے تو فرماتا ہے کہ 'تو ہو جا' پس وہ ہو جاتی ہے۔

اس کے فیصلے میں کوئی مانع ہے نہ ہی اس کے حکم کو کوئی رد کر سکتا ہے وہ خوب جاننے والا قدرت والا ہے۔

3۔ سورۃ البقرۃ آیات 117

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ[4]

جس کی کوئی مثل نہیں وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ[5] اور بہترین کارسازاور بہترین مددگار ہے۔

وَعَلٰى ذٰلِكَ نَحْيٰى وَنَمُوْتُ وَعَلَيْهِ نَبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اسی پر انشاء اللہ جئیں گے، مریں گے اور جی اٹھیں گے۔

منکرین کی تردید میں نے یہ کہا تھا اور فضل متین۔

اَلَا اَيُّهَا الْعَابِدُ الْجَاهِلُ عَمِيْتَ فَجَاهِدْ تَفِيْ حَقَّهٗ　　عَصَيْتَ اِلٰهَكَ يَارَاقِدُ لَكَ الْوَيْلُ يَالِلْهَوٰى عَابِدُ

عَمِيْتَ فَجَاهِدْ تَفِيْ حَقَّهٗ بَرَاهِيْنُنَا وَاضِحٌ بَيِّن　　لَكَ الْوَيْلُ يَالِلْهَوٰى عَابِدُ دَلَائِلُنَا حَاضِرٌ شَاهِدٌ

دَلِيْلُ صَنَآئِعِهٖ كُلِّهَا

عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ وَّاحِدٌ

☆یعنی اے جاہل عابد! اور اے۔۔۔ تم نے اپنے معبود کی نافرمانی کی ہے۔ اے خواہش برست! تم اندھا ہو گیا تم نے اس کا حق مارا تمہیں بربادی ہو۔ ہمارے براہین بالکل واضح اور روشن ہیں اور ہمارے دلائل حاضر اور سامنے ہیں۔ یہ سب اس کی صنعتوں پر دلیل ہیں وہ یہ کہ وہ ایک ہے وہ ایک ہے۔

منہاج اول　　　　راہ تصوف میں فقیر صادق کی زادِ راہ

اے برادر جان لے کہ فقیر سالک صادق کی:

زادِ راہ تقویٰ ہے۔

سرمایہ افلاس ہے۔

اس کا سفر آخرت ہے۔

4. سورۃ شوریٰ آیات 11

5. سورۃ الانفال آیات 40

اس کی سانسیں پڑاؤ ہیں۔
اس کی منزل قبر ہے۔
اس کا رفیق سفر صبر ہے۔
اس کا دوست یقین ہے۔
اس کی تدبیر عجز ہے۔
اس کی حرکات سکون ہے۔
اس کا گھر خلوت ہے۔
اس کی غذا بھوک ہے۔
اس کا مشروب آنسو ہے۔
اس کا لباس فقر ہے۔
اس کی نیند عمر کا محاسبہ ہے۔
اس کا سرہانہ گھٹنے ہیں۔
اس کی مجلس (بیٹھنے کی جگہ) مسجد ہے۔
اس کا درس حکمت ہے۔
اس کی نظر عبرت ہے۔
اس کا محافظ حیا ہے۔
اس کا رفیق توفیق ہے۔
اس کا سمت حسنِ اخلاق ہے۔
اس کا استاد قناعت ہے۔
اس کی نماز آخری لمحہ ہے۔
اس کا روزہ خاموشی ہے۔
اس کا غم جہنم کی آگ ہے۔

اس کی خوشی جنت ہے۔

اس کی صحت مایوسی ہے۔

اس کی بیماری طمع ولالچ ہے۔

اس کی یاد دہانی کرنے کی جگہ قبر ہے۔

اس کو نصیحت کرنے والا فرصت کے دن ہیں۔

اس کا سوز غم ہے۔

اس کا سماع ذکرِ موت ہے۔

اس کا رقص، دنیا کو چھوڑنا ہے۔

اس کا ہتھیار وضو ہے۔

اس کی سواری ورع (پرہیز گاری) ہے۔

اس کا کھلا مخالف شیطان ہے۔

اس کا کھلا دشمن نفس ہے۔

اس کا قید خانہ دنیا ہے اور قید خانے کا داروغہ خواہشات ہیں۔

فقیر صادق کے اوصاف

اس کی راتیں تضرع (گھڑ گھڑانا) اور دن استغفار ہے۔

اس کا حاصل وقت ہے۔

اس کی پناہ گاہ دین ہے۔

اس کا شعار شریعت ہے۔

اس کی گفتگو اللہ کے کلام قرآن کریم ہے۔

اس کا اصل سرمایہ اور پونجی اللہ سے متعلق حسن ظن ہے۔

اس کا پیشہ رسول اللہ ﷺ پر دورد و سلام ہے۔

اس کی عادت تمام مسلمانوں کے حق میں دعائے خیر ہے۔

اس کی عادت اعمال صالحہ ہے۔

اس کا خوف مکافات عمل اور سوء خاتمہ ہے۔

اس کی تمام تر ہمت اللہ اور آرزؤں کی انتہا بھی وہی ہے۔

یہ ساری چیزیں فقیر صادق کے اوصاف ہیں اور جو ان کے سوا ہیں وہ سب دھوکہ اور فریب ہیں۔

جب تم ان اعمال سے واقف ہو گیا اوران کو بجالایا تو سمجھ لو کہ تم نے آزاد زندگی گزاری ہے۔ بے غم حالت میں وفات پائی ۔انشااللہ قبر میں بے خوف ہوگے ، باسعادت جنت میں جاؤگے اور تم اللہ کا حبیب بن جاؤگے۔

منہاج دوم محبتِ الٰہی

بندے میں محبتِ الٰہی کی نشانی اور بندے کی اللہ تک رسائی، اللہ کے صفات کی معرفت اور اس کی ذات کا ہر عیب سے پاک ومنزہ ہونے کا بیان۔

اللہ جل شانہٗ کی طرف مکمل متوجہ ہونے کو جان لینا چاہیے۔ نعمتوں کو روکنے اور عطا کرنے والا، نفع وضرر پہنچانے والا، اور ہدایت وگمراہ کرنے والا اللہ ہے۔ اس کے وجودِ واحد کے سوا کوئی وجود نہیں باقی تمام فنا ہونے والے ہیں۔

بندے میں محبت الٰہی کی نشانی

بندے میں اللہ کی ایک نشانی یہ ہے اس کی زبان اور دل اللہ کی ذکر میں یکساں ہوتے ہیں۔ اس کا ہر نس اللہ کے ذکر اور محبت سے سرشار ہوتے ہیں۔ وہ اپنے نفس کا کچھ بھی مول نہیں سمجھتے۔ وہ دنیا اور طالبِ دنیا سے نفرت اور موت اور اللہ سے ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ وہ خلوت و عزلت اختیار کرتے اور لوگوں سے دور بھاگتے ہیں۔ اس کے ہاں:

مدح وذم، خیر وشر، عطاو منع، مٹی اور سونا چاندی برابر ہیں۔ وہ دن ورات اپنی تقصیر پر روتے ہیں۔

اَبۡدَانُھُمۡفِی الدُّنۡیَا وَقُلُوۡبُھُمۡفِیۡ الۡاٰخِرَۃِ ان کے بدن دنیا میں اور دل آخرت میں مشغول ہوتے ہیں۔

وہ اپنے اللہ پر ایمان اور اعتقاد کو درست رکھتے ہیں۔اس کی زبان پر سوائے ذکرِ الٰہی، ذکرِ موت، آنے والے ہولناکی، جنت و جہنم کی اوصاف کے سوا کچھ جاری نہیں ہوتا۔ اس کے ہاں موت سب سے زیادہ قریب اور خواہشات و آرزو سب سے زیادہ بعید ہوتے ہیں۔وہ تمام مخلوقات سے مایوس ہونے کے بعد اپنے نفس پر روتے ہیں۔یہی باتیں اس بات کی دلیل اور نشانی ہیں کہ:

☆ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و رحمت کے ساتھ اپنے کمزور بندے پر متوجہ ہیں۔

☆ بندہ اپنے خالق و مالک کی درگاہ تک پہنچ گیا ہے۔

اور یہی باتیں ان اخلاق کے حصول اور تکمیل نفس میں مددگار ہیں۔

منہاج الثالث فقیر صادق کی خلوت نشینی اور اس کے آداب کا بیان

اس کا ماحصل یہ ہے کہ سالک و مرید کو چاہیے کہ:

☆ دنیا و آخرت سے بے نیاز اور اللہ کی خوشنودی کا طالب ہو جائے۔

☆ اپنے دل اور حال کی اصلاح کرے۔

تاکہ توبہ کے ذریعے اپنے ظاہر کو گناہوں سے اور لوگوں سے ظلماً لیے ہوئے مال کو حلال کرانے یا واپس لوٹانے کے ذریعے مال کو پاک کرے۔

☆ دنیا اور اہل دنیا سے دور اور آخرت سے قریب ہو جائے۔

☆ اسباب آخرت میں مشغول اور پورے جان و دل کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

☆ ذہن ظاہری اور باطنی تمام ارادوں سے خالی کرے۔

☆ خاموش و ساکت اور خائف و متضرع رہے۔

☆ عاجزی، محتاجی، فقیری اور اخلاص اختیار کرے۔

☆ شریعت کی پابندی کرنے والا، حدوداللہ کی پاسداری کرنے والا، احکامات الٰہی کو جاننے والا اور سنت رسول ﷺ کا پیرو رہے۔

خلوت و عزلت کے آداب

جب وہ خلوت میں بیٹھے تو یہ خیال کرے کہ:

☆ وہ ایک مردہ لاش ہے۔اور خلوت خانہ اس کی قبر ہے پس مردے کے لئے کوئی اختیار اور ارادہ باقی نہیں رہتا۔

☆ اگر اس کی کوئی حاجت یا تقاضا و ضرورت ہو تو وہ خلوت گاہ میں داخل ہونے سے پہلے پوری کر لے تاکہ اس کا دل اللہ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو جائے۔

☆ وہ لوگوں سے دور جامع مسجد کے قریب جگہ تلاش کرے یا ایسی جگہ ڈھونڈے جہاں جمعہ کے لئے جانے کی ضرورت ہی نہ ہو۔

☆ مناسب ہے کہ خلوت خانہ تنگ ہو جہاں سورج کی روشنی داخل ہو نہ دن کا اجالا۔اس کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہو نہ کوئی سامان۔

☆ وہاں اللہ کے ذکر میں بغیر کسی وقفہ و رکاوٹ دن رات، سرّاً و جہراً مصروف رہے۔اس کی زبان دل سے اور دل زبان سے مدد لے۔

دورانِ خلوت آداب

اس دوران اس کا اپنا شیخ و مرشد یا شفیق بھائی یا نیک ساتھی یا گہرے دوست اس کے معاملات کو درست رکھے۔اس کے خورد و نوش، اس کے مزاج، اس کے عقل کی صلاح و فساد، اس کے صبر کی تسکین، وہم کے غلبے کی صورت میں جلد دور کرنے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے میں اس کا خاص خیال رکھے جس طرح ماہر طبیب مرض کی وجوہات ، علاج اور ادویات کو جانتا ہے اسی طرح وہ بھی روحانی علاج کو اللہ کی بارگاہ میں بار بار استخارہ کرنے یا اللہ کے حضور گڑگڑانے، جبین نیاز اس کے بارگاہ کی خاک پر رگڑنے، اپنے دل اور چہرے پر مٹی مل لینے اور دل و جان سے اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے حضور سونپ لینے کے بعد کرتا ہے۔

☆ وہ ذکر میں آواز کو زیادہ بلند نہ کرے مگر جب وہ مغلوب ہو جائے اور بغیر ارادہ بلند ہو جائے۔

☆ اپنے اختیار سے نہ سوئے۔

☆ کسی چیز پر نہ روئے۔

☆ کسی چیز کی اسباب و علل میں نہ پڑے۔

☆ کوئی نماز نہیں پڑھتا سوائے فرائض اور سنن، چاشت کی دو رکعتیں، تجدید وضو کی دو گانے کے۔

☆ دل میں کرامات اور اللہ کی طرف سے عطا ہونے والے مواہب کے بارے میں خیال تک نہ گزارے۔

☆ اپنی ذات، خلوت اور خدمت کا کوئی مول نہ لے۔

☆ کسی قسم کی بندگی کا کوئی دعویٰ کرے اور نہ غرور۔

☆ دوام ذکر کے ذریعے دماغ سے گندے خیالات کو دور اور دل سے کمینے فاسد ارادوں کی نفی کرتا رہے۔

☆ اپنے صبر، قوت و طاقت اور کمزوری و صحت کے مطابق غذا کی مقدار میں کمی کرتا رہے۔

☆ ہمیشہ خوشبو اور بخور استعمال کرتا رہے۔

☆ چکنائی والی غذا نہ کھائے۔

☆ ادب کے ساتھ ہمیشہ ذکر اللہ میں مشغول رہے۔

☆ وہ ہمیشہ اس طرح بیٹھا رہے جیسے کسی جابر بادشاہ کے سامنے بہت بڑا مجرم بیٹھا کرتا ہے۔

☆ شریعت اور سنت کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔

☆ اشیاء کو ظاہر کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو جائے۔

☆ ذکر کے ذریعے اپنے نفس سے برائی دور کرتا رہے اور اللہ سے حیاء کا طلبگار رہے۔

☆ بندگی سے اسی طرح استغفار کرتا رہے جس طرح دوسرے معصیت سے کرتے ہیں اور اپنے نفس اور مال سے ایسا ڈرے جس طرح کافروں سے ڈرتے ہیں۔

دخول خلوت سے قبل کے آداب

سالک کو چاہیے کہ خلوت میں داخل نہ ہو جب تک:

☆ عقیدہ مکمل اور درست نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں پر ایمان رکھنے والا نہ ہو۔ اسی طرح قیامت کے دن دوبارہ جی اٹھنے، جنت و دوزخ اور وعد و وعید پر یقین رکھنے والا نہ ہو۔ اصحاب رسول ﷺ۔۔۔۔۔ نہ ہو ﷺ۔

☆ اگر ان اعتقادات کے خلاف خلوت میں داخل ہو جائے تو وہ منافق و فاسق داخل ہو گا اور بدعتی و زندیق نکل آئے گا۔

☆ اللہ کی چاہت کو اپنی چاہت پر ترجیح دے اور تمام لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

خروجِ خلوت کے بعد آداب

جب خلوۃ سے نکل آئے تو:

☆ عجز اور پردہ داری کے سوا کچھ ظاہر نہ کرے اور دل و زبان کی خوب حفاظت کرے۔

☆ خلوت و جلوت ہر صورت میں ہمیشہ طہارت اور وضوء سے رہے۔

☆ دنیا اور اہل دنیا سے محبت نہ رکھے۔

اللہ تعالیٰ سے نفس امارہ کی شرارتوں سے بچاؤ اور امن طلب کرے اور طاعت کی توفیق اور انجام بخیر مانگے کیونکہ معاملات کا دارومدار انجام و خاتمہ بالخیر پر ہوتا ہے۔

منہاج چہارم نفس اور اس کے عیوب کی معرفت کا بیان

نفس اور اس کے عیوب کی معرفت کے بیان میں ہے کوئی بھی اس کی حقیقت کو نہیں پہچان سکتا۔

جان لے بیشک اللہ تعالیٰ نے نفس کو سب سے بدتر چیز بنایا ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اور وہ تیری سواری ہے۔ تم اس کا محتاج ہے۔ نفس کی مثال اس چور کی طرح ہے جو گھر کے تمام سامان سے واقف ہوتا ہے۔ نفس شیطان کا ساتھی اور ہر برائی کا گڑھ ہے اس کے بہت سے مذموم صفات ہیں۔ وہ نیکی کو ناپسند اور برائی کو پسند کرتا ہے۔ وہ عقل کی مخالفت اور خواہشات کی موافقت کرتا ہے۔ عقل اس کو طاعت کی جانب دعوت دیتی ہے مگر وہ نافرمانی کی جانب بڑھتا ہے۔ جب نفس پیٹ بھر کر سیر جائے تو وہ درندہ اور بھوک میں کمزور بچے کی طرح (بھیگی بلی) بن جاتا ہے۔ غصہ میں وہ ظالم بادشاہوں وحکام کی طرح اور شہوت کے وقت جانوروں کی مانند ہو جاتا ہے۔ خوف میں بھیگی بلی اور امن میں چیتا اور شیر جیسے ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک بری صفت یہ بھی ہے کہ وہ فقر و فاقہ سے ڈرتا لیکن اللہ اور دردناک عذاب سے نہیں ڈرتا، وہ شیطان کے ہاتھوں مسخر ہوتا ہے۔ دنیا اور اس کی زیب وزینت، خواہشات، شیطان اور ان سے متعلق چیزیں اس کے عون وانصار اور دوست ہیں۔

نفس کے صفات اور مددگار

اس کے مددگاروں میں سے ہر ایک کے لئے دنیا کی زیب وزنیت میں لاؤلشکر، شان وشوکت ہوتے ہیں مثلاً کثرت سے سوجانا، زیادہ کھانا پینا، زیادہ ہنسی مذاق کرنا، عورتوں کی محبت، فاسقوں کی حکایات، دنیا کی محبت، مالداری اختیار کرنا، تکبر، حسد، چغل خوری، غیبت، مذموم دشمنی، گناہوں کا ارتکاب، کھیل کود اور ممنوعات کا ارتکاب، اور لایعنی (فضول) کاموں میں اشتغال، مال جمع کرنا، لمبی لمبی امیدیں اور آرزوئیں پالنا، برائی کا حکم دینا اور نیکی سے روکنا، جھوٹی تمنا، دھوکہ، کھیل کود، عمارات بنانا و تجارات میں انہاک، قبیح چیز کو آراستہ کرنا، چھپی باتوں سے پردہ اٹھانا، حدوداللہ کو پامال کرنا، باطل سے مدد طلب کرنا اور حق کا انکار کرنا اور دنیاداروں کی عزت اور اہل آخرت کی تحقیر۔ مذکورہ بالا تمام چیزیں نفس امارہ کی بری صفات ہیں۔ بنی آدم کے نس نس میں نفس کے مددگار لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔

نفسِ امارہ کی سرکوبی

پس اللہ تعالیٰ جس کو توفیق دے،اس کو اپنے عیب دکھادے اور نفس کو مسخر کرنے اور اس کے مکر و دجل کو پہچاننے میں اس کی مدد فرمائے تو اسے تقویٰ کی لگام ڈال دیتا ہے،عاجزی،انکساری اور تکلیفاتِ شرعی کی زنجیر سے اس کو باندھ دیتا ہے۔ریاضت و مجاہدے کی تلوار سے اس کو مار دیتا ہے،اس پر بھوک پیاس اور شب بیداری مسلط کر دیتا ہے۔طاعت الٰہی کے سوا ہر معاملے میں وہ نفس کی مخالفت کرتا ہے۔یہاں تک کہ طاعتِ الٰہی میں بھی خوف کھاتا ہے۔وہ نفس کے تمام افعال کی مذمت کرتا ہے۔وہ نفس کو ادب اور ریاضت سکھانے سے موت تک ذرہ برابر غافل نہیں ہوتا۔وہ عقل کو نفس باندھنے کی رسی،شریعت کو قید خانہ،عبادت کو دروغہ ٔ جیل، موت کی یاد کو کھانا اور پینا بنا دیتا ہے۔ان معاملات میں پوری پوری احتیاط کے ساتھ ساتھ وہ اپنے خالق اور وجود بخشنے والے کی بارگاہ میں اپنے تقصیروں پر گڑگراتا ہے۔نفس کے چالوں،بری عادتوں،اور عقل پر غلبے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے۔اس کے شر سے اللہ کی پناہ اور امان مانگتا ہے۔

نفس اور عقل کی مثال

عقل اور نفس کی مثال ایسے دو شخص کی مانند ہے جن کے درمیان پرانی دشمنی اور مخالفت ہے ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار ہے جسے ایک دوسرے کو مارنے کے لئے فریقین ایک دوسرے کی غفلت اور موقع کے انتظار میں ہے لمحہ بھر کے لئے بھی کسی ایک کی آنکھ نہیں ہٹتی جونہی مخالف غافل نظر آئے وہ فوراً اس پر حملہ کر کے مار دے گا۔جو شخص مغلوب ہو،شکست کھاجائے گا۔جو اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہو وہ نفس کو ظلم سے مار دے اسے نفس کی شر اور مکر سے نجات مل جائے گی۔اللہ تعالیٰ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ[6] ان میں سے کچھ نفس پر ظم کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں مندرج ظلم سے مراد، نفس کو ناجائز شہوات اور ختم ہونے والی لذات، باطل تمناوں، جھوٹے آرزوں اور دنیا کے دھوکے،مال و عہدے کی محبت سے روکنا اور نفس کو طوعاً و کرہاً اللہ کی بندگی پر ڈالنا ہے۔خواہ

6. سورۃ فاطر آیات 32

خوشی خواہ جبری شریعت کی متابعت کا پابند بنانا ہے۔ آخرت کی محبت اور موت کی یاد پر اس کو ابھارنا ہے۔

خواہشاتِ نفس سے آگاہی

چاہیے کہ وہ نفس کی مکرو چال، عبادت وزہد میں اس کی رعونت سے ڈرتا رہے کیونکہ طاعت میں اس کی مکر، چال اور دھوکے کا فساد معصیت سے زیادہ ہے۔ نفس کے لئے اطاعت میں خوشی ومستی معصیت کے ارتکاب سے زیادہ پسندیدہ ہے مثلاً طاعت کی تزئین، اپنی عبادت کو بنظرِ تحسین دیکھنا اور عمل کو باوقعت جاننا، ریاکاری و نمائش کرنا، نفاق، لوگوں کے متوجہ ہونے، ہاتھ چومنے اور زیارت کرنے کی خواہش کرنا، لوگوں میں نیک نامی اور خوشامدی، بادشاہوں کی توجہ، اہل دنیا کی آمد ورفت، محفل سماع کی حاضری، خرقہ کی نمائش، تکلف کا مظاہرہ، روزہ و نماز کا دکھاوا، لوگوں کے دکھاوے کی خاطر کم کھانا، بناوٹی گریے، ہونٹوں کی حرکت، آنکھوں کا اشارہ، مصنوعی خشوع، پیوند شدہ لباس کا استعمال، جھوٹے خواب اور دوستی کا اظہار، ماضی اور مستقبل کی باتیں، طاعات میں مبالغہ آرائی، عاجز اور سُست لوگوں کے سامنے عبادت مگر خلوت میں سستی وکاہلی، اصحابِ ارادت کی کثرت، لذیذ کھانے، مجالس میں اونچی جگہ کی مسند نشینی، سماع میں امردوں کی حاضری پر خوشی اور عورتوں پر نظر وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ ومامون رکھے۔

خواہشاتِ نفسانی کا فساد

بیشک مذکورہ بالا تمام خصلتیں حقیقت میں شراب پینے اور گناہوں کے ارتکاب سے زیادہ سخت ہیں، اللہ ہمیں اپنے نفسوں کے شر وفساد اور دکھاوے سے محفوظ ومامون رکھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ:

إِذَا أَرَادَ اللهُ خَيْرًا بَصَّرَهُ بِعُيُوْبِ نَفْسِهٖ

جب اللہ بندے پر بھلائی چاہتا ہے تو اس کو عیوبِ نفس دکھا دیتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں ہمارا نفس اور برے اعمال دکھادے اور ایک لمحہ اور اس سے کم وقت کے لئے بھی نفس کے حوالے نہ کر۔ اس کے مقابلے میں ہماری مدد فرما! ہمیں ہمارے دشمنوں پر نصرت عطا فرما! ہمیں ان لوگوں

میں شامل فرما جو دنیا سے با ایمان نکل گئے اور گواہوں کے سامنے ہمیں ذلیل نہ فرما۔ بیشک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا!

منہاج پنجم فقیر کو نصیحت اوراس کی رہنمائی کا بیان

جب فقیر پرامن طور پر آخرت کے رستے پر چلنے کا ارادہ کرے دنیوی آفات کی مصیبتوں سے صحیح وسالم گزر جانا چاہے تو اس کے لئے ذیل میں مذکور شرائط کے مطابق چلنا لازم ہے نیز ان تمام لوازمات کے ساتھ خلوص بھی لازم ہے کیونکہ خلوص عبودیت کی اصل اور طاعت وخدمت کا مدار ہے۔

☆ نیز وہ حلال کھانا کھائے اور ناممکنات کو ترک کرے۔

☆ اعتقادات درست رکھے، کاوشوں کو سچا رکھے اور موت کی تیاری کرے۔

☆ فوت شدہ چیزوں کو بھول جائے۔

☆ قبر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے معاملات پر غور وفکر کرے۔

☆ انسانوں سے زبان کی حفاظت کرے۔

☆ اپنے عیوب دور کرنے میں مشغول ہو جائے اور دوسروں کے عیب سے صرفِ نظر کرے۔

☆ دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرے۔

☆ محبتِ خداوندی کی خاطر ظاہر وباطن میں دنیا سے نفرت کرے۔

☆ دنیا اور اہلِ دنیا کو چھوڑ دے۔

☆ باطنی حالات کو چھپائے۔

☆ تمام چیزوں میں سے غیر مفید باتوں کو ترک کرے۔ مسلمان عوام کے حق میں دعائے خیر کرے۔

☆ اپنی خوبیوں کا چھپائے اور عیبوں کا اظہار کرے۔

☆ اعضاء کو ہر نئے دن نئے نفس کے حوالہ کرے جو جہنم کے عذاب کی جانب رغبت کرنے سے روکتا ہو۔

☆ مخلوق کو شفقت اور رحمدلی کی نظر سے اور دنیا پرستوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھے نہ کہ انکار اور حسد کی نظر سے۔

☆ دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کرے اور تذلیل کرنا چھوڑ دے۔

☆ محارم الٰہی کے سوا قدرت ہونے کے باوجود دوست اور دشمن دونوں پر غصہ پی لے اور غضب کو فرو کرے۔

☆ اپنے نیک عمل کو نظر انداز اور دوسروں کے عمل کو قدر کی نگاہ سے دیکھے۔

☆ اپنے افلاس پر نادم ہو جائے گویا یہ اس کا آخری لمحہ ہو۔

☆ اخلاق کو مہذب بنائے اور برے کاموں میں تبدیلی لائے۔

☆ لوگوں کی خاطر مدارات کرے۔ لذتوں اور خواہشات کے چھوٹ جانے پر صبر کرے۔

☆ زندوں اور مردوں پر لعن وطعن کرنا ترک کرے۔

☆ ظاہراً و باطناً ناجائز خواہشات اور دنیوی زیب وزینت میں نفس اور شیطان کی مخالفت کرے اور اللہ کی راہ میں آنے والے تکالیف کو برداشت کرے۔

☆ تعریف اور مذمت، خوشی اور غم کو ایک جیسا جانے۔ سفر وحضر میں خشکی وسمندر، گرمی وسردی اور بھوک کے وقت اپنے نفس اور دل کو مطمئن رکھے۔

☆ زبان کی سچائی اپنائے کیونکہ زبان انسان کی حقیقت کا عمدہ ترین ترجمان ہے، جھوٹ سے اجتناب کرے اور زبان پر صرف سچائی اور درست باتیں لائے۔

☆ قیامت کی ہولناکی میں تکرار سے ہمیشہ ڈرتا رہے، روزی اور خوراک کی بابت گہری نظر رکھے۔

☆ اچھا اور بہتر کلام بولے ورنہ خاموش رہے۔

☆ اللہ کی دی ہوئی رزق پر قناعت کرے اور اس کے احکامات کی تعمیل کرے۔ نفس کو کم کھانے کا اور زبان کو زیادہ ذکر کرنے کا عادی بنائے۔

☆ روزانہ اپنے دن، عمر اور گھنٹے کا محاسبہ کرے۔

☆ گمنامی اختیار کرے، خواہشات ترک کرے، خلق خدا سے الگ تھلگ رہے اور دنیوی تعلقات سے بیزار رہے۔

☆ حرکات اور سکون میں تدبیر چھوڑ کر تقدیر پر راضی رہے۔

☆ اپنے گھر میں ہی رہے، خاموشی اختیار کرے، موت کو یاد کرے اور فوت شدہ وقت پر افسوس و ندامت کرے۔

☆ سخت ضرورت کے بغیر کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچے اور نفسانی لذتوں کو چھوڑدے۔

☆ شرعی احکامات کی تعمیل کرے تمام مخلوقات کو عذاب جہنم سے نجات پانے والا اور خود کو جہنم میں داخل ہونے والا گمان کرے۔

☆ دنیا، دنیا والوں، بادشاہوں کے کردار، ان کے سخاوت اور فیاضی اور مملکت کے واقعات بیان کرنا چھوڑدے۔

☆ اول وقت میں نماز کو یقینی بنائے، ہمیشہ باوضو رہے اور لباس و جسم کو ہمیشہ پاک وصاف رکھے۔

☆ بزرگوں کی باتیں عزت واحترام سے سنے اور جاہلوں کی باتیں عبرت حاصل کرنے کے لئے۔

☆ نفس کی تذلیل اور شریعت کی تعظیم کرے۔ ہر ایک پر اعتراض ترک کرے اور اہل اللہ کے سواہر صوفی ظاہر کرنے والوں سے احتراز کرے۔

☆ حدیث نبوی کو لازم پکڑے، دنیا کی حدیث (باتوں) کو چھوڑدے اور اطاعت و بندگی پر چستی کے ساتھ توجہ دے۔

☆ گناہوں کو یاد کرکے روئے اور کثرت عیوب پر نفس کو کوسے۔ جمع پونجی (نیکی) کے ضائع ہوجانے کے خوف سے طاعت کے ساتھ استغفار کرے نیک عمل کرنے کے ساتھ مغفرت کی امید رکھے اور موت سے ڈرتا رہے۔

☆ خود کو ہدایت یافتہ لوگوں میں پوشیدہ رکھے اور درپیش مشکلات و تکالیف پر خاموش رہے۔

☆ دینا کو ترک کرے، مخلوق سے زہد اختیار کرے اور آخرت کی طرف متوجہ رہے۔

☆ اچھے اخلاق کو اپنائے، طاعتوں کو بھول جائے اور اللہ کی بارگاہ کے سوا کہیں گلے شکوے نہ کرے۔ فضول باتوں کو چھوڑ کر شرک کے مادے کی جڑ کاٹ دے۔

☆ مخلوق کو چھوڑدے۔ شب نماز میں چھپ کر گریے کرتے، دنیا سے روزہ رکھے اور آخرت سے افطار کرے۔

☆　نفس کو چھوڑ دے کیونکہ وہ نجس اور رجس ہے۔لوگوں کی قدموں میں ذلیل ہو کر بیٹھنے والا بن جائے۔

اے سُست! کہاں ہے تیرا عمل؟ اے لمبی لمبی آرزو والے! کہاں ہیں تمہاری تمنائیں؟ اے مسافر! کہاں ہے تیری زادِ راہ؟ اور تم کونسے راستے پر گامزن ہو؟ یہ کلام مفید اور مختصر ہیں۔زبان پر ان کی حفاظت کر اور نظر نیچی رکھ!

منہاج ششم　　　ہر چیز پر فقر کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔وہی پیدا کرنے والا اور بروزِ قیامت وہی لوٹانے والا ہے۔

فقر اور فقیری کی فضیلت

اللہ کی طرف سے کوئی آنے والا آکر تم سے یہ کہے کہ تمہیں اختیار ہے کہ قیامت تک زندہ رہیں اور بغیر کسی مخالف کے دنیا پر مکمل حکمرانی کریں جنت میں مالداروں کے ساتھ داخل ہو جائیں یا ایک لمحے میں مر جائیں اور جہنم میں داخل ہو جائیں مگر فقیروں میں تمہیں اُٹھایا جائے؟ اس ذات کے جلال کی قسم: میں تو دنیا کے نعمتوں اور جنت میں داخل ہونے کی طرف التفات نہیں کروں گا بلکہ موت اور جہنم میں داخل ہونے اور فقیری کو ترجیح دوں گا۔عار سے فقر بہتر ہے کیونکہ فقر میں آسائش کی لذتیں، اچھا وقت، احوال کی پاکیزگی، دل کی فراغت، جسم کی راحت، نفس کی سلامتی اور اپنے رب سے رات کی تنہائی میں کثرتِ مناجات میسر آتی ہیں۔کھانا کھاتے وقت عزت نفس ملتی ہے۔باقی چیزوں سے اتنی لذت نہیں ملتی جتنی لذت امیدوں کے ٹوٹ جانے، پیوند لگے لباس پہننے اور تمام حالات میں زندگی کی پاکیزگی سے ملتی ہے۔

اے میرے فقیر بھائیو! تمہاری موت حقیقی موت اور تمہاری زندگی سچی زندگی ہے۔تمہاری دنیا حق پر مبنی، تمہاری آخرت حقیقی آخرت اور اصل آسائش تمہاری آسائش ہے۔

فقراء کا کام

تم فقراء کے رفیق ہو جب سونے کا ارادہ کرو تو گھٹنے کو تکیہ بناؤ اور اللہ کا شکر کرو کیونکہ تم صرف اس کی

عبادت کرتے ہو اور تم بڑی بڑی نعمتوں اور عظیم عنایات کے ملنے پر صبر کرو پہلی چار تکبیرات دن کی سفیدی اور رات کی تاریکی کے درمیان، ہر تعجب خیز شر وراور مصیبتوں میں قائم رکھو۔پس کتنے گناہگار ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں؟اور کتنے زہد والے ہیں جو نامرادرہ جانے والے ہیں؟اور کتنے حاضر ہیں جو غائب ہونے والے ہیں؟

جان لو!تمہارا مال تمہاری حقیقی دولت ہے لہذا تم اپنی لمبی لمبی خواہشات کو چھوڑدو اور موت کا انتظار کرو۔اور دیکھو کہ کل کے لئے تم نے کیا کما کر بھیج دیا ہے؟بلاشبہ کل (قیامت) انتظار کرنے والوں کے لئے قریب ہے۔

منہاج ہفتم دنیا کی صفت وراس کی حقیقت کا بیان

دنیا فکر کی جگہ ،عبرت کا گھر ، پھسلنے کا مقام اورافسوس کا ٹھکانہ ہے۔اور یہ مومنین کی کھیتی ، کفار کا بازار،مریدین کی تجارت گاہ، قاصدین کی سواری، سالکین کا پل ،دھوکہ کھانے والوں کی معشوقہ ،صدیقین کی گزرگاہ،عارفین کا مزبلہ (کچرا کنڈی)،شیاطین کی مملکت اور کنواری بڑھیا ہے۔

دنیا کی بے وفائی

اے صاحبانِ فکرو بصیرت! دنیا بوڑھی کنواری، مکارغداراور بھاگ جانے والی عورت ہے۔یہ ہر لمحہ تیزوطراراور بن ٹھن جاتی اور ہر لحظہ اس کے نئے دوست اور یار ہوتے ہیں۔اور ہر گھڑی اس کا ہلاک ہونے والا اور قتل ہونے والا عاشق ہیں۔اس کا سمندر بہت گہرا اوراس کا سوار غرق ہونے والا ہے۔اس کو چاہنے والے مخذول(ذلیل)اوراس کا حکمران معزول،اس کا دوست مقتول(ہلاک کردہ) ہو جاتے ہیں۔

اس کا زاہد فارغ (بے نیاز) اوراس کا راغب (رغبت رکھنے والا) مشغول ہوتا ہے۔اس کی خوشی میں غم، اس کی تریاق میں سم(زہر)اوراس کا کنارہ یم(سمندر) ہے۔

اس کی شفا میں بیماری صحت میں بلا اور محبت میں مصیبتیں ہوتی ہیں۔بیشک وہ مصائب ونوائب تمام خلق کے لئے پیدا کردہ دشمن ہے۔اس کا پانی سراب، اس کی عمارت کھنڈراوراس کا حاصل خاک ہے۔اس کے حلال میں حساب ہے اور حرام میں عذاب ہے۔

منہاج ہشتم راہِ حق کی صفات کا بیان

جان لو کہ اللہ کا راستہ سورج سے زیادہ اجالا، چاند سے زیادہ روشن اور دن سے زیادہ واضح ہے۔اس کی بہت ساری روشن نشانیاں اور بہت سارے واضح علامات ہیں۔جو ایسے راستے کو چھوڑ دیں وہ گمراہ ہو جائیں گے۔جو اس راستے پر چلے وہ ہدایت پائیں گے، لیکن اس کے لئے بہت ساری رکاوٹیں، آڑ، کھائیاں اور ہلاک خیز جگہیں ہیں۔اس میں اونچے اونچے پہاڑ، گہرے سمندر اور ہولناک آندھیاں ہیں ہر پتھر کے پاس گھات لگائے ڈاکو بیٹھے ہیں۔ہر کنکری پر بھوکے شیر ہیں۔دور سے دیکھنے والوں کے لئے اس کی صفات ہیں، جو قریب سے دیکھتے ہیں ان کے لئے:

فَكَسُرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً چٹیل میدان میں سراب ہیں جسے پیاسے پانی خیال کرتے ہیں۔

راہِ حق طے کرنے والے

اس راستے کو صدیقین، اللہ سے ڈرنے والے، ترکِ دنیا کرنے والے، گناہوں سے توبہ کرنے والے، آخرت کی رغبت رکھنے والے، آسمانی دلوں کو آباد رکھنے والے، نیکی میں سبقت لے جانے والے، اور ارضی جسم کو خراب رکھنے والے ہی طے کرتے ہیں۔

پہلے معاملات کی درستی پھر خلوت

اے اللہ کی راہ کا سائر (چلنے والے)! بیشک عالم ربانی یا سچے مجرد مریدِ روحانی کے سوا کسی کی خلوت درست نہیں ہوتی۔میرے دل میں یہ بات جاگزیں ہوئی ہے کہ تمام دنیوی واخروی ارادات و مرادات کو چھوڑنے والے، موت کے چاہنے والے، دنیا اور دنیا پرستوں سے دشمنی کرنے والے اور جس کے مال میں پارسائی، جس چیز کا وہ مالک نہیں ہے۔اس کو مانگنے سے بچنے والے، زندہ دل مگر مردہ نفس والے، صحیح العقل والے، درست خواہشات والے، کم کھانے والے، کثرت سے ذکر و فکر کرنے والے بن جانا چاہیے اور اس کے بعد اللہ مالک الملک کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔قولِ:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا مَعْبُوْدَ سِوَاهُ۔

اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی لائق پرستش نہیں اوراس کے سوا کوئی معبود نہیں

اور:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَيُّ الْبَاقِيُّ وَمَا سِوَاهُ مَيِّتٌ۔

اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہی زندہ ہے باقی سب مردے ہیں۔

کو مضبوط تھام لے۔باقی تمام سے برأت کرلے۔

دھوکہ مت کھا

(اس کتاب کو تالیف کرنے والے شیخ نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ)

میں نے یہ اشعار اپنے نفس سے متعلق حسبِ حالکھے ہیں اور انہی ابیات میں میرے مقالات کا عمدہ نچوڑ ہے۔

نَصَحْتُكُمْ يَااِخْوَانِيْ كُلُّكُمْ لَاتَنْظُرُوْافِيْ زِيِّ تَلْبِيْسِيْ

اے میرے بھائیو!میں تم سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ میرے ظاہری فقیری لباس کے دھوکہ کی طرف مت دیکھو۔

وَلَا تَقُوْلُوْا اِنَّهٗ زَاهِدٌ لَاتَسْمَعُوْا قَوْلِيْ وَتَدْلِيْسِيْ

یہ مت کہو کہ یہ کوئی زاہد شخص ہے تم میری بات کو مت سن اور میرے مکروفریب کو مت دیکھ۔

كَيْسِيْ وَكَاْسِيْ مُلِئَتْ مِنْ وِزْرِيْ لَاتَقْبَلُوْا كَاْسِيْ وَلَا كَيْسِيْ

میرادامن اور میری کشکول گناہوں کے بوجھ سے پُر ہے لہذا میرے کاسہ اور میری کشکول کو قبول مت کر۔

اَمَا سَمِعْتُمْ اِنَّنِيْ رَاهِبٌ تَحْتَ الْعِبَادِالْعَقْلِ قَسِّيْسِيْ

کیاتم نے سن لیاہے کہ میں راہب ہوں بندوں میں عقل اور دانائی کامالک بھی ہوں۔

غَرْسِيْ جَهْلٌ وَرَدُّهَا ذِلَّةٌ لَاتَقْرَبُوا وِرْدِيْ وَتَقْدِيْسِيْ

جہل، دھوکہ بازی اور ذلت کا سبب ہے میرے ورد اور تقدیس کے قریب بھی مت پھٹکو۔

مَدْرَسَتِيْ قَلْبِيْ وَذَا مَعْبَدِيْ تَكْرَارُ دِيْنِيْ عِلْمُ تَقْدِيْسِيْ

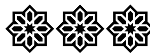
میرا دل ہی میرا مدرسہ اور میری عبادت گاہ ہے دین پر ثابت قدمی میری پاکیزگی کی علامت ونشانی ہے۔

نَفْسِيْ اِبْلِيْسٌ فَجَرَّبْتُهَا تَعُوْذُوْا مِنْ شَرِّ اِبْلَيْسِيْ

میں بخوبی تجربہ کر چکا ہوں کہ میرا نفس ابلیس ہے اور تم ابلیس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔

میزان العمل کے نام سے موسوم شیخ الکامل نجم الدین کبری قدس اللہ سرہ کا رسالہ ختم شد جس پر اول وآخر اور ظاہر وباطن اللہ کے لئے حمد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عون ومدد اور توفیق سے بوقت عصر، بروز جمعہ یکم شہر رجب المرجب ۱۱۲۴ھ قریہ قمصر شہر کاشان میں مکمل ہوا۔

اَللّٰهمصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍوَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَالطَّاهِرِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهم اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍوَّاٰلِهِ الْمَعْصُوْمِيْنَ الَّذِيْنَ اَذْهَبَ اللہ عَنْهمالرِّجسَ وَطَهَّرَهمتَطْهِيْرًا۔ بدستِ حاجی ابو الحسن زین العابدین۔



واپس فہرست مضامین

تعارفِ مخطوطات

روضۃ الفردوس

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ

تحقیق: محمد یعقوب براہوی

حضرت میر سید علی ابن شہاب الدین ہمدانیؒ جنہیں اہل کشمیر حضرت شاہ ہمدانؒ اور مخدوم کشمیر کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔ خطہِ کشمیر و بلتستان کی اکثر مساجد میں یہ رواج ہے کہ ہر روز نماز فجر کے بعد لوگ گول دائرے میں بیٹھ کر با آواز بلند اور ساتھ ساتھ کچھ علاقوں میں لاؤڈا سپیکروں پر آپؒ کی اوراد فتحیہ پڑھتے ہیں۔ صبح کے وقت ان وادیوں سے گزرتے ہوئے وادی کے تمام چرند پرند اور ذی روح ہمہ تن گوش اوارفتحیہ کی پُرتاثیر روحانی آواز سے فیوض پاتے نظر آتے ہیں۔ کشمیر بلتستان، ترکی اور تاجکستان میں اوراد فتحیہ بے حد مقبول ہیں بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ شاہ ہمدان سید علی ہمدانیؒ کی وجوہات شہرت میں سے ایک اوراد فتحیہ ہے جس سے آپؒ نے 1400 اولیاء کرام سے حاصل کرکے مرتب کیا اور حضور اکرم ﷺ نے خواب کے ذریعے اس اوراد کا نام فتحیہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ اس خطے میں اوراد فتحیہ کو پڑھنے کا خصوصی اہتمام ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں کا بچہ بچہ اوراد فتحیہ کا قاری و حافظ ہے۔ ہمارے بلتستان والے آپؒ کو حضرت امیر کبیرؒ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے اپنے اشعار میں حضرت شاہ ہمدانؒ کے لیے سید السادت، سالار عجم جیسے القابات استعمال کیے۔ راقم پہلی بار سرزمین تاجکستان میں روضہ شاہ ہمدانؒ پر حاضری کے لیے وارد ہوا تو معلوم ہوا اہل تاجک حضرت شاہ ہمدانؒ سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں اور اُنھیں حضرت امیر جانؒ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اُن کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ حضرت شاہ ہمدانؒ کی 700 سالہ جشن ولادت کے موقع پر 10 سمونی کرنسی کا خصوصی نوٹ جاری کیا اُس نوٹ پر حضرت شاہ ہمدانؒ سے منسوب اُن کی خیالی تصویر، روضے کا فوٹو اور آپؒ کی مشہور دعائے غزل موجود ہے۔ راقم نے تاجکستان سے واپسی پر 300 دس سمونی نوٹ احباب کے لیے تحفہ کے طور پر لیے۔

مورخین، تذکرہ نگاروں اور آپؒ کے ملفوضات سے پتہ چلتا ہے آپؒ نے تبلیغ دین کے لیے متعدد بار دنیا کی سیر و سیاحت کی۔ آپؒ کے سفری کاروان میں آپ کا کتب خانہ ساتھ ہوتا تھا۔ آپؒ نے دوران سفر تبلیغ و اشاعت کا کام جاری رکھا یہی وجہ ہے کہ آپؒ کے مخطوطات دنیا بھر کے کتب خانوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

اُن مخطوطات میں سے ایک نام روضتہ الفردوس ہے ہماری تحقیق کے مطابق اس کتاب کے ابھی تک 2 قلمی نسخے دریافت ہوئے ہیں جن میں سے پہلا نسخہ برٹش لائبریری لندن میں ایک مجموعہ رسائل کے اندر موجود ہے، کیٹلاگ کے نوٹ کے مطابق یہ نسخہ ایک انگریز نے کشمیر سے حاصل کیا اور سفر سے واپسی پر اُس نے یہ مخطوطہ برٹش لائبریری کو عطیہ کیا ہے۔ اس نسخے کی کتابت خط نستعلیق میں نہایت نفیس ہوئی ہے میرے اُستاد محترم شاہ ہمدان شناس جناب غلام حسن حسنو کے مطابق یہ مجموعہ بلتستان کے معروف کاتب میر عبداللہ ابن میر مختار اخیار کے ہاتھوں کتابت ہوئی ہے واللہ اعلم۔ راقم نے اس مخطوطے کی زیارت 2015 میں لندن کے سفر کے دوران برٹش لائبریری میں کی ہے جس کی سفری روداد ماہنامہ نوائے صوفیہ شمارہ 125 میں شائع ہو چکی ہے۔ برٹش لائبریری کے اس مخطوطہ کا عکس کتب خانہ احیاء میراث قم ایران میں موجود ہے۔

اس کتاب کا دوسرا قلمی نسخہ کسی زمانے میں کتب خانہ ناصریہ لکھنوء انڈیا کی ملکیت میں تھا بعد میں اس مخطوطے کو ایرانی تحریک انقلاب کے بانی امام خمینیؒ کو بطور تحفہ پیش کیا گیا اب یہ مخطوطہ کتب خانہ آستان قدس رضویہ مشہد ایران میں محفوظ ہے۔ راقم نے سفر ایران کے دوران آستان قدس سے اس مخطوطہ کا عکس حاصل کیا ہے اس کے علاوہ آستان قدس میں اسی کتاب کی ایک نامکمل شرح بھی موجود ہے۔

حضرت شاہ ہمدانؒ نے مشہور محدث امام شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ ابو شجاع الدیلمی ہمدانیؒ کی کتاب الفردوس جو کم و بیش 10 ہزار احادیث کا مجموعہ ہے، سے انتخاب کرکے اس سے روضۃ الفردوس کا نام دیا ہے کتاب کے مقدمہ میں حضرت شاہ ہمدانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب الفردوس کا مطالعہ کیا تو احادیث نبوی ﷺ کے

حقائق سے لبریز، آثار مصطفویہ کے باریک آثار، فوائد کا سمندر اور لطائف کا خزانہ پایا۔ میرے دل نے اس طرف مائل کیا کہ کتاب الفردوس کا خلاصہ ابواب کی صورت میں عام فہم انداز میں ضبط تحریر میں لاؤں اس لیے میں نے اس سمندر کی گہرائی سے لعل و جواہر نکالے اور ان کو 20 ابواب میں تقسیم کیا اور اور اس کا نام روضۃ الفردوس رکھا۔

کتاب الفردوس الدیلمی بیروت لبنان اور قاہرہ مصر سے کئی بار شائع ہو چکی ہے۔اس کا اُردو ترجمہ چند سال قبل جناب سید بشارت تھگسوی نے کیا ہے اب اس کا دوسرا ترجمہ مع تشریح اور تخریج جناب شکور علی انور صاحب نے مکمل کیا ہے اشاعت کے لیے کسی مسیحا کا منتظر ہے۔

نوائے صوفیہ انتظامیہ کی گزارش پر مترجم نے اس ضخیم کتاب کو قسط وار شائع کرنے کی اجازت عطا کی ہے اب انشاء اللہ ماہ اکتوبر 2020 کے شمارے سے روضۃ الفردوس مستقل عنوان کے تحت قسط وار شائع ہو گی۔

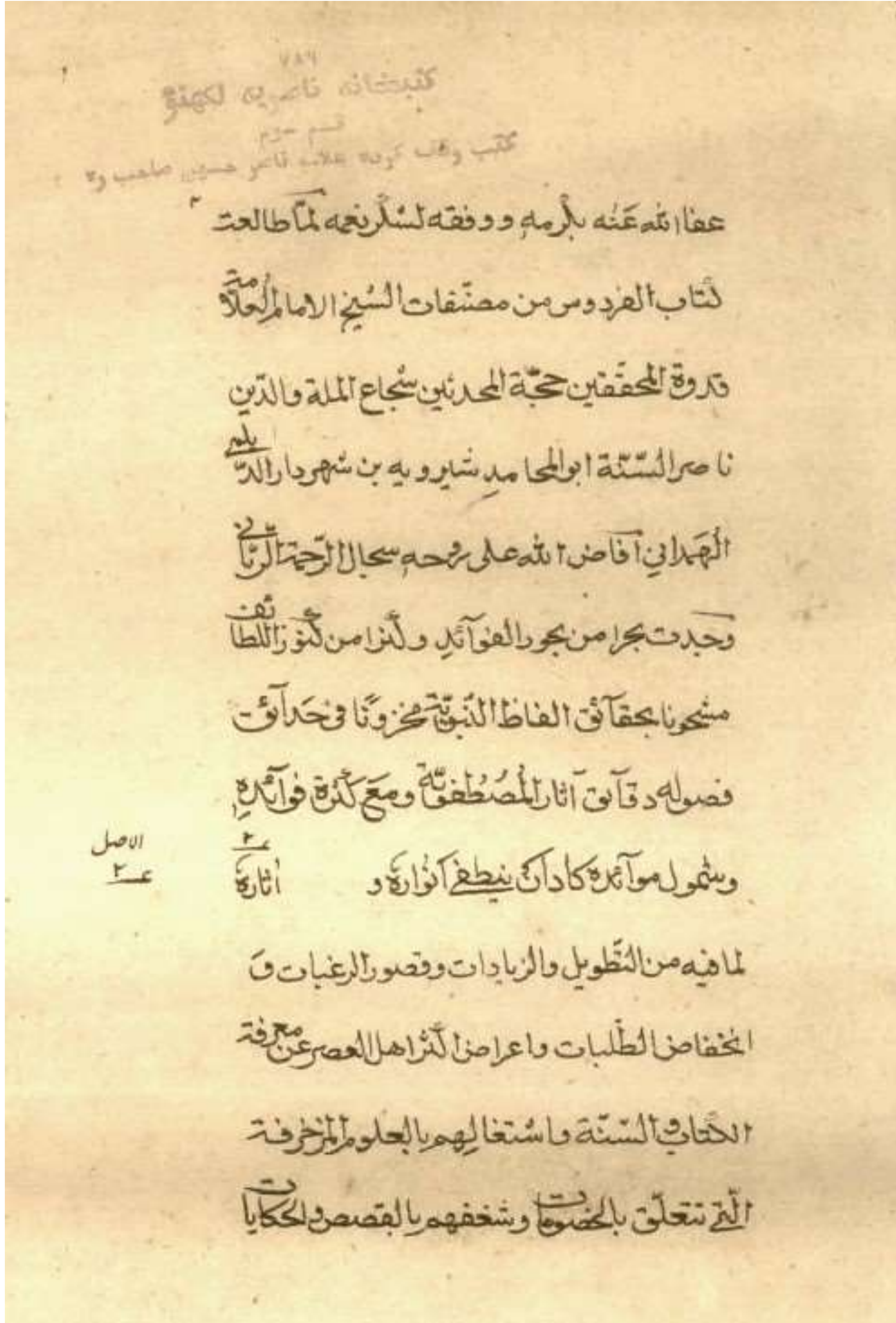


نسخہ برٹش لائبریری لندن

اذ لا ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى صلى الله عليه وآله وسلم و ما دامت الهداية كاشفة عن ظلمات العمى
والغواية عاصمة عن ورطات الردى اما بعد يقول اضعف عباد الله واحقرهم الفقير الى رحمة الله
العلي الكبير علي بن شهاب الهمداني عفا الله عنه بكرمه ووفقه لشكر نعمه لما طالعت كتاب الفردوس
من مصنفات الشيخ الامام العلامة قدوة المحققين حجة المحدثين شجاع الملة والدين ناصر السنة ابو
المجاهد شيرويه بن شهردار الديلمي الهمداني افاض الله على روحه سجال الرحمة الربانية وجدته بحرا زاخرا من
بحور الفوائد وكنزا من كنوز اللطائف مشحونا بحقائق الفاظ النبوية محروزا في حدائق فصوله دقائق
المصطفوية ومع كثرة فوائده وشمول عوائده كادت ان تنطفي انوار آثاره لما فيه من التطويل والز
يادات وقصور الرغبات وانخفاض الطلبات واعراض اكثر اهل العصر عن معرفة الكتاب والسنة
واشتغالهم بالعلوم المزخرفة التي تتعلق بالخصومات وشغفهم بالقصص والحكايات ولولا رجال
من اهل هذا العلم في كل عصر وزمان بمشية رب العزة يحومون حول حمى السنة ويذبون عن جنابه
قدسه شوائب زيغ اهل البدعة تقابل جز ما شار ما شاء فجزا الله ائمة هذا العلم عنا وعن المسلمين خيرا وعني
بواعث خواطري الى استخراج لبابه واستخصار ابوابه تسهيلا لضبط الالفاظ وتيسير الدرك للحفاظ
فاستخرجت من قعر هذا البحر اشرف جواهرها وجنيت من اغصان رياضها انفس زواهرها وسميت
كتابي روضة الفردوس مبوبة على عشرين بابا كل باب منها برواية صحابي الا غير الباب الاخر فانه
يحوي على روايات شتى ونسال الله تعالى ان يوفقني في اتمامه لما يحب ويرضى انه خير موفق ومعين
فهرست الابواب باب اول ما روى علي بن ابي طالب كرم الله وجهه باب الثاني ما روى الحسين
بن علي رضي الله عنهما باب الثالث ما روى عن ام المومنين عائشة رضي الله عنها باب الرابع ما
روى عن ام المومنين ام سلمة رضي الله عنها باب الخامس ما روى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه
باب السادس ما روى عن ابن عباس رضي الله عنه باب السابع ما روى عن ابن عمر رضي الله عنه

کتب خانہ آستان قدس رضویہ مشہد ایران

کتب خانہ ناصریہ لکھنوء انڈیا کی طرف سے ایرانی تحریک انقلاب کے بانی امام خمینیؒ کو بطور تحفہ دیا گیا مخطوطہ



عفا الله عنه بكرمه ووفقه لشكر نعمه لما طالعت
كتاب الفردوس من مصنفات الشيخ الامام العلامة
قدوة المحققين حجة المحدثين شجاع الملة والدين
ناصر السنة ابو المحامد شيرويه بن شهردار الديلمي
الهمداني افاض الله على روحه سجال الرحمة الرباني
وجدته بحرا من بحور الفوائد وكنزا من كنوز اللطائف
مشحونا بحقائق الفاظ النبوة مخزونا وحدائق
فصوله دقائق آثار المصطفوية ومع كثرة فوائده
وشمول موائده كاد ان ينطمس انواره و آثاره — الاصل ع ٢
لما فيه من التطويل والزيادات وقصور الرغبات و
انخفاض الطلبات واعراض اكثر اهل العصر عن معرفة
الكتاب السنة واشتغالهم بالعلوم المزخرفة
التي تتعلق بالخصومات وشغفهم بالقصص والحكايات

شرح روضہ الفردوس کتب خانہ آستان قدس رضویہ مشہد ایران

الحامل علی بن شہاب الہمدانی مستخرجا لبابه و مستحصرا ابوابه
ثم سمی کتابه روضة الفردوس بوّبه علی عشرین بابا و لم تیسر
لی الانتفاع به اشتراء ولا استکتابا وقد اعجبنی بعض ما فیه
اعجابا فاشرت بعض الافاضل من الاحباب ان یستخرج منه
ما به التشرق لذلک الکتاب مما فیه فضیلة من فضائل مولینا
علی ابن ابی طالب ع او شیء مما اتصف به اعداءه من المثالب وغیر
ذلک مما یهم من المطالب ففعل ما اردت وجمع ما قصدت
ثم زدت علیه ما زاغ عنه بصره و لم یقع علیه نظره واتبعت کثیرا
بما ورد من الاخبار النبی مما یفرح اصحابنا الاخیار ولیغیظ بهم
الکفار وسمیت هذه الرسالة بنزع القوس من روضة الفردوس
محتسبا للاجر الجزیل وحسبنا الله ونعم الوکیل قال الکتاب الاول
نفتح بما یروی باب مدینة العلم ومنبع الکرم والحلم صاحب المناقب
علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم صلوا الصلوة لوقتها فان ترک الصلوة عن وقتها کفر اقول
لا یجوز ایقاع الصلوة کلا او بعضا خارج الوقت عالما عامدا

واپس فہرست مضامین

نشر مکرّر

عرفان حق

تحریر: شکور علی انور کوروی

(نشرِ مکرر کے عنوان سے اس دفعہ ہم مولانا شکور علی انور کوروی کا عرفان الحق شائع کر رہے ہیں جو نوائے صوفیہ کے سابقہ شمارے میں شائع ہو چکا ہے)

نفس اور اس کے متعلقات کی پہچان ربِّ تعالیٰ کی پہچان کی بنیاد ہے نیز عرفانِ حق دراصل تصوف و روحانیات کی منزلِ مقصود ہے اور اسی پر مقادیرِ فطرت بھی موقوف ہے اور حیاتِ انسی و جنسی بھی۔

اہلِ دانش و بینش کے سامنے یہ حقیقت مبینہ طور پر واضح ہے کہ حق تعالیٰ کی پہچان سے ہی انسانی کمالات تشکیل پاتے ہیں اور روحانی ترقی کی پرکار اسی نقطہ کے گرد گھومتی ہے۔ اسی لئے علماء عرفان و تصوف نے اس بات کا عندیہ دیا ہے کہ وہی لوگ راہ پاتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ کی صحیح پہچان حاصل ہو جائے۔ معرفتِ حق کے ذرائع واسباب کے مسئلہ میں اختلاف ضرور ہے لیکن معرفتِ ربی کو تخلیقِ انسانی کا سبب ٹھہرانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ خود کلامِ الٰہی میں اس کا اظہار یوں ہوا ہے۔

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[1] (الذاریات ۵۶)" ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔"

بعض مفسرین نے لیعبدون کی تفسیر لیعرفون سے کی ہے۔ چنانچہ شرح گلشن راز میں شیخ شمس الدین اسیری لاہیجیؒ نے ابن عباسؓ کے حوالے سے یہی تفسیر نقل فرمائی ہے۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ تمام عبادات کی بنیاد خدا کی معرفت اور آشنائی پر ہے۔

حضرت رسالت مآب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

1۔ سورۃ الذاریات آیات 56

2۔ شرح گلشن راز (اردو ترجمہ) ص۸

لو عرفتم اللہ حق معرفتہ لمشیتم علی البحور و اذالت بدعائکم الجبال ”اگر تم خدا کی ذات کو اس طرح جانو جس طرح اس کا حق ہے تو تم پانی پر چل سکتے ہو اور پہاڑ تمہارے ایما پر اپنی جگہ سے ہٹ سکتے ہیں۔“

انبیاء کرام اور اولیاء عظام جب سراپا صفاتِ خداوندی کے حامل ہوتے ہیں تو وہ اسے پہچانتے ہی نہیں بلکہ اسے دیکھ بھی سکتے ہیں اور پھر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ جیسا کہ سید الاوصیاء سند الاولیاء حضرت علی علیہ السلام نے خود اپنی حالت کے بارے میں فرمایا ہے کہ

رأیت اللہ معرفتہ، فعبدتہ، واللہ لم اعبد ربّا لم اره[3] ”میں نے اللہ کو دیکھا پھر اسے خوب پہچانا اور اس کی عبادت کی۔ قسم خدا کی میں نے اس رب کی عبادت نہیں کی جس کو میں نے نہیں دیکھا۔“

چنانچہ رب تعالیٰ نے عالم لوگوں کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ[4] ”اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانی جیسا کہ اسے کو پہچاننے کا حق تھا۔“

تو یہ صرف انبیاء اور اولیاء سے ہی ممکن ہے کہ اس حق کو پورا کریں، اور اپنے رب کی خوب پہچان حاصل کریں اور اس کی پرستش کا بھی حق ادا کریں۔ تمام اہلِ عرفان و تصوف جو اہل اللہ ہوتے ہیں اور مقامِ عبدیت و ولایت سے آشنا ہوتے ہیں وہ بھی اس حکم میں شامل ہیں۔ چنانچہ سید علی ہجویری لکھتے ہیں:

”علماء وفقہاء خداوند عزوجل کے صحیح علم کو معرفت کہتے ہیں۔ اہلِ تصوف صحتِ حال کو معرفت کا نام دیتے ہیں اور اسی بنا پر معرفت کو علم سے فاضل تر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ صحت حال بجز صحت علم نہیں ہوتی مگر صحت علم صحت حال کی ضامن نہیں ہوتی۔ یعنی عارف عارف ہی نہیں ہوتا جب تک وہ عالم بحق نہ ہو۔ مگر یہ ہو سکتا ہے کہ عالم عارف نہ ہو۔ جو اس نکتہ سے نابلد ہیں وہ باہم بے کار مناظرے کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی تردید کرتے رہتے ہیں۔“[5]

3. کتاب الاعتقادیہ ص ۳۸
4. سورۃ الانعام آیات 91
5. کشف المحجوب ص ۳۶۸

یہ بھی ایک مصدقہ بات ہے کہ ہر عالم عارف نہیں ہوتا لیکن ہر عارف عالم بھی ہوتا ہے اور اہلِ کمال علمِ کسبی سے زیادہ علمِ وہبی سے مستفید ہوتے ہیں جس کی بدولت وہ بیک وقت عالم بھی ہوتے ہیں اور عارف بھی۔لہذا عرفان و معرفت کے حقائق معلوم کے دو ہی ذرائع ہیں۔

۱۔علم کسبی　　　　۲۔علم موہوبی

۱)علم کسبی کا تعلق انسان کی اپنی کوشش، ذاتی ذوق و شوق، نظر و استدلال، تنقیح و تکنیز اور تحصیل و مطالعہ سے ہے اور یہ ذہنی اور عقلی قویٰ کے ذریعہ بڑھتا اور گھٹتا ہے۔

۲)علمِ موہوبی جو سراسر فضلِ الٰہی اور عطاء خداوندی ہوتا ہے اور جو کشف و الہام، اشارۂ غیبی اور مرشدِ حقیقی کی توجہ باطن سے فیضیابی کا نام ہے، جب تک منشاء ربی شاملِ حال رہے یہ علم اپنی روشنیوں سے قلبِ سالک کو تابناک بناتا رہے گا اور اس کے ذریعے معرفتِ خداوندی کا گوہرِ نایاب حاصل ہوتا رہے گا۔

عرفان کی تعریف:

علماء حکمت و معرفت نے روحانیات میں ترقی کرنے، ضمیر کی صفائی، خلوص نیت، پاکیزگیِ نفس، خود شناسی اور خداشناسی کو 'عرفان' کا نام دیا ہے۔

انسان کے لئے مقامِ معرفت سے بہتر کوئی مقام نہیں اور عرفان سے خوشتر کوئی حالت نہیں ہے۔ اسی لئے اہلِ عرفان لکھتے ہیں کہ معانی اور حقائق کے حسین گلزار میں جب سے انسانی فکر کی چمن آرائی وجود میں آئی ہے، تب سے گلِ عرفان سے دلاویز اور خوشبودار کوئی پھول نہیں ہے۔

اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اگر دین کو انسانی جسم سے تشبیہ دیں تو عرفان کا اس انسان کا دل ہونا متحقق ہوتا ہے۔ اگر علم کو درخت خیال کریں تو عرفان کو اس درخت کا پھل کہنا پڑتا ہے۔

راہِ دین پر چلنے والوں کے لئے عرفان کعبۂ مقصود ہے۔ دین اور علم دونوں اس طرف پہنچا دیتے ہیں اور اگر کوئی اس راہ پر چلنے والا ہے مگر ان دونوں کے ذریعے وہ منزلِ مقصود کو پانے میں ناکام رہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وہ اس راستے کو طے کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا یا اس راہ سے منحرف ہو گیا ہے یا اس کا رخ سمتِ قبلہ

ہی نہیں۔

عالمِ انسانیت کا یہ سفر جب تک کعبۂ حقیقی کی سمت میں نہ ہو تو عالمِ معنوی کا حاجی معرفت الٰہی کے مناسک کو نہیں پا سکتا جو حقیقی حج سے مربوط ہیں اور یہ حج ہر اس باثروت فرد پر واجب ہے جو روح کی تقویت اور دین اور علم کی دولت سے مالامال ہے۔ پس عرفان کا تعلق امور باطنی سے ہے اور یہ ریاضت و مجاہدے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

معرفت اصلِ شناسائی بود

چشمِ دل رانورِ بینائی بود

در طریقِ معرفت نائی درست

تاتوخود راباز نشناسی درست

معرفت کیاہے؟

ان مذکورہ اسباب کے باوجود معرفتِ ربی کے لئے اور بھی اصول متعین ہیں جن کو اپنانے سے انسان کو یہ درِّ بے بہا مل سکتاہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ معرفت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا" میں نے معرفت اللہ کو اللہ سے پہچانا اور جو ماسوا تھا اسے اللہ کے نور سے دیکھا۔" عرفاء کے نزدیک معرفت صرف ایک لفظ نہیں بلکہ یہ وہ عظیم باطنی حقیقت ہے جس کا خوب پاس رکھنا ان کی زندگی کا اہم ترین فریضہ ہے۔ عارف جب تک عارف ہے اس کا قلبی تعلق حق تعالیٰ سے مربوط رہتاہے اور وہ اپنے رب سے انقطاعِ تعلق نہیں کرتا اور نہ اس کی معرفت عدم سے ہمکنار ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے۔

ولو کشفت العطاء ما زدتّ یقینا "اگر حجاب کے تمام راستے کھل جائیں تو میرے یقین کی کیفیت میں ذرّہ بھر اضافہ نہ ہو گا۔"

دراصل معرفت کمالِ یقین کا دوسرا نام ہے۔ جیسا کہ حضرت آدم الاولیاء نے کمالِ یقین کے ساتھ اسے حاصل کیا تھا۔ حضرت امام احمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ پہلا بحر معرفت ہے اور اس کا گوہر یقین ہے۔ یہ معرفت چاہتی ہے کہ عارف اپنے وجود اور جمال و کمال میں مستغرق ہو جائے کیونکہ آدمی کی موجودگی اس وقت درست ہوتی ہے جب وہ معرفت کے آفتاب میں اپنے وجود کو عدمِ تمیز سے پائے۔"[6]

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ "آدمی کو معرفت کا جمال اس وقت حاصل ہوتا ہے کہ جب تک وہ خدا کی تعریف سے ان رازوں کو پہچانتا ہے۔ وہ ان سب کے ذریعے حق کی قربت پاتا ہے۔"[7]

اور کشف المحجوب میں اولیاء اللہ کی زبانِ مبارک سے معرفت کی تعریف یوں نقل ہوئی ہے۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں۔

"معرفت در حقیقت وہ علم ہے جو حق تعالیٰ اپنے لطائفِ انوار سے دلوں میں ودیعت فرمائے۔"

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں "معرفت دوامِ حیرت کا نام ہے۔"

ابویزیدؒ کا فرمان ہے "معرفت اس بات کا علم ہے کہ انسانی سکون و حرکت اللہ کی طرف سے ہے۔"

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں "اہلِ معرفت ہوا وہوس سے پاک ہوتے ہیں۔"

ابو حفص حداد نے فرمایا "جب مجھے معرفت نصیب ہوئی حق و باطل کا گزر میرے دل سے ختم ہو گیا۔"

محمد بن واسع عارف کے متعلق فرماتے ہیں "عارف وہ ہے جس کا کلام مختصر ہو اور حیرت دوامی ہو۔"

ابو بکر واسطی نے فرمایا "جس نے حق تعالیٰ کو پہچانا وہ ہر چیز سے منقطع ہوا بلکہ گونگا اور مفلوج ہو گیا۔"

حضرت جنید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "جو آدمی بلا کو تکلیف سمجھے وہ عارف نہیں ہے، کیونکہ عارف وہ ہے جو اپنے نفس پر خدا کی تکلیف کو خدا کی رحمت سمجھے۔"

6. بحر الحقیقہ ص ۴۱

7. بحر الحقیقہ ص ۴۵

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ فرماتے ہیں "معرفت کا کمال سرگشتگی کا موجب ہے۔" نیز فرماتے ہیں "عارف کی حق بین نگاہ منعم کو تمام موجودات پر محیط دیکھتی ہے۔"

عارف سے پانی کا رنگ پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ لون الماء لون الاناۃ یعنی پانی کا رنگ برتن کے رنگ پر موقوف ہے۔

رنگِ عارف آنکه معروف است و بس

رنگِ معروفی نه پیش است و نه پس

حضرت علاؤ الدولہ سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ معرفتِ تفصیلی کے نکتہ پر کوئی نہیں پہنچ سکا ہے۔ اس لئے جو شخص اس کمال کو پہنچ سکا ہے وہ ذوقِ حقیقی سے مشرف ہوتا ہے اور یہ بہترین کمالات میں سے ہے جو تمام ترین بھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"حق معرفت یہ ہے کہ خدا کی بزرگی کا صحیح علم ہو جائے اس کی نعمتوں اور عطاؤں سے باہر نہ جائے اور اس کی بندگی کے حق ادا نہ کر سکے اور اس کا شکر ادا کرنے سے بھی عاجز آجائے۔

گر تو وصلِ دوست خواهی همچو خاك افگنده باش

زانکه در درگاهِ او جز عاجزان را راه نیست

حضرت میر سید محمد نور بخشؒ فرماتے ہیں کہ

"آدم کی تخلیق کا اصل سبب معرفتِ خداوندی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ تحقیق اور اربابِ عرفان اپنی ذاتی قابلیت و استعداد کے حساب سے متفاوت معلومات رکھتے ہیں۔"

دولتِ یقین:

بعض گروہ تو ذات وصفات متصالی کو علم الیقین سے پہچانتے ہیں۔ ایک گروہ عین الیقین سے اور کامل انبیاء اور اولیاء سابقین کی جماعت علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین سے اللہ کو پہچانتے ہیں اور یہ عارفوں کے بلند

مراتب میں سے ایک مرتبہ ہوتا ہے۔[8]

میر سید علی ہمدانیؒ کی تعلیمات میں سے ایک ہے کہ سالک ذاتِ احدیت کے نور سے جو مظاہرِ عالم کی فنا کا تقاضا کرتا ہے محو اور فانی ہو جاتا ہے اور اسی بے خودی میں حق الیقین کے ساتھ شناسائے خدا بن جاتا ہے۔

مشائخِ طریقت فرماتے ہیں کہ یقینِ صادق مرید کا پہلا قدم ہے اور زاہدِ فقیہ کا آخری قدم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرید چونکہ ارادت کا پیکر ہوتا ہے وہ اپنے مرشد کے فرامین کو بلا حجت مانتا ہے جبکہ فقیہ فرد ہر چیز میں اپنی عقل و نظر اور استدلال کے شواہد کو بھی سامنے رکھتا ہے۔ پھر وہ اپنی رائے کی قوت سے یقینی پہلو پر اعتبار کرتا ہے۔ کیونکہ یقین زوالِ شک کا نام ہے توکل، رضا نیز معاملات کا تفویض الی اللہ اس کے مظاہر ہوتے ہیں۔ جہاں تک مریدِ صادق کا یقین حقیقت حال کے مطابق ہوتا ہے اس میں اضافہ کی احتیاج کا عدم ہے جبکہ فقیہ زاہد کا یقین استدلالی اور نظری ہے اور اس کی کیفیت بعض دفعہ کمال سے معدوم ہوتی ہے۔ جن کو اس یقین سے واردات پہنچی ہے وہ ایمانِ ثابت سے ضرور بہرہ مند ہوں گے۔ لیکن یقین خطرات سے خالی نہیں ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ یقین خطرات کا نام ہے کیونکہ یقین کا دوسرا معنی موت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ[9]

حدیث شریف الایمان ثابت "والیقین خطرات" "ایمان ثابت قدمی اور یقین خطرات کا نام ہے۔" اسی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ یقین ذات سے عبارت ہے اور ایمان صفات اور افعال کی تجلیات کا مظہر ہے۔ احسان و شہود صفات کا مقام ہے اور ایمان کا لازمہ ہے کہ وہ شہود افعال کا مقام ہے۔ لازماً ایقان کا نور ذاتی ہوتا ہے۔ احسان کا نور صفاتی اور ایمان کا نور افعالی ہوتا ہے۔[10]

یقین کے درجات متعین کرتے ہوئے مختلف اہلِ علم و عرفان نے متنوع اشیاء کی تشبیہات سے توضیح کا کام لیا ہے۔ بعض نے آگ سے، بعض نے سورج سے، بعض نے آبِ زمزم سے اور بعض نے گلاب و زعفران سے

8. رسالہ نوریہ قلمی
9. سورۃ الحجر 99
10. زبدۃ المناقب ص ۱۶۲

تشبیہ دی ہے۔عارف لوگ معنی تمثیلی کے ذریعے تفہیمِ یقین کو "حدیثِ ایمان ویقین" کے کلیہ سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت فخر السالکین جعفر بدخشیؒ یقین کے درجات کی خورشید سے تطبیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"طلوع سے پہلے دیکھنے والا وجودِ آفتاب کا یقین کرلیتا ہے جب سورج کی کرنیں پہاڑ کی چوٹی پر چمکتی ہیں۔ناظر اس نور کو عین الیقین سے دیکھتا ہے اور آفتاب کے وجود سے آگاہ ہوتا ہے۔ اور جب سورج طلوع ہوتا ہے اور وہ خورشید کے تمام افادات اور آب و تاب کو دیکھ لیتا ہے تو آفتاب کو دیکھنے والا حقیقتِ خورشید کو پہچان لیتا ہے۔اس لئے اولیاء کرام اور عرفاء عظام تمام چیزوں کی حقیقتوں کو عین بصیرت سے پہلے ہی جان لیتے ہیں۔اس لئے وہ اس کمالیت کے حصول کے لئے یوں مستدعی ہوتے ہیں۔

اللھمارنا حقائق الاشیاء کما ھی:اے پروردگار ہمیں تمام چیزوں کی حقیقتوں سے مکمل آگاہی عطا فرما۔

اہلِ عرفان اس بات کے قائل ہیں کہ حقائق اشیاء کا علم معارفِ یقین کی دولت سے نصیب ہوتا ہے۔

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں۔

یقین عبادت است از ظهور نور حقیقت در حالت کشف استار بشریت به شهادتِ وجد و ذوق نه به دلالتِ عقل و نقل۔

"یقین بشری پردوں سے نکل کر وجد و ذوق کے مشاہدوں کی حالت میں نورِ حقیقت کے ظہور سے عبارت ہے نہ کہ عقلی و نقلی دلائل سے۔"[11]

حضرت شیخ مذکور یقین کے درجاتِ ثلاثہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دراصل ایمان کا حاصل یقین ہے۔ علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین اس کے فروع ہیں اور بعض سے بعض درجات کے لحاظ سے رفیع تر ہوتے ہیں۔ چنانچہ حدیث نبوی ﷺ کا اشارہ اس طرف ہے۔

11. کتاب رشف النصائح الایمانیہ

الیقیین الایمان کلہ "یقین پورے کا پورا ایمان ہے۔"[12]

اور بدیں بیان باری تعالیٰ کا اشارہ بھی اسی طرف ہے کہ

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ[13] "وہ لوگ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔"

احادیثِ نبوی ﷺ دربارۂ یقین:

ان اقل ما او تیتم الیقین و عزیمۃ الصبر "یقینا بڑی چیز جو تم کو دی گئی ہے وہ یقین اور صبر ہے۔"

الیقین الایمان کلہ "یقین ہی مکمل ایمان ہے۔"

ما اضاف علیٰ امتی الا ضعف الیقین "ضعفِ یقین کے علاوہ مجھے میری اُمت کا کوئی غم نہیں۔

نجاء اول ھٰذہ الامۃ بالیقین و الزھد و یھلك اخرھا بالبخل و الامل "اس امت کے اولین لوگ تو وہ ہیں جو یقین اور زھد کے ذریعے نجات پاتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو بخل اور امل کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔"

ماخذ و مصادر:

۱۔ قرآنِ مجید

۲۔ کتاب الاعتقادیہ از میر سید محمد نوربخش قہستانیؒ اردو ترجمہ علامہ محمد بشیر

۳۔ کشف المحجوب از داتا گنج بخش سید علی ہجویری

۴۔ شرح گلشن راز از شمس الدین اسیری لاہیجی

۵۔ بحر الحقیقہ از حضرت امام احمد غزالیؒ

12۔ رشف النصائح الایمانیہ ص ۳۸

13۔ سورۃ البقرہ آیات 4

۶۔رسالہ نوریہ قلمی از میر سید محمد نور بخشؒ

۷۔زبدۃ المناقب ترجمہ خلاصۃ المناقب از نور الدین جعفر بدخشیؒ

۸۔اشف النصائح از حضرت شہاب الدین سہر وردیؒ



واپس فہرست مضامین

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اوران کا حل

غلام حسن حسنو

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سے مفید تر سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ غیر مفید اور فتنہ انگیز سوالات کے جوابات شائع نہیں کئے جاتے۔ بعض سائلین حضرات اپنا نام اور پتہ درج نہیں کرتے۔ لہذا سائلین سے تاکیداً گزارش ہے کہ وہ اپنا نام اور پتہ ضرور لکھا کریں۔ اس کے بغیر ان کے سوالات قابل اشاعت نہیں سمجھے جائیں گے۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر ا۔ میں محکمہ تعلیم میں تقریباً 30 سال سے بحیثیت استانی ملازم ہوں میری تنخواہ تمام الاونس ملا کر 36 ہزار روپے ماہوار ہے۔ بیماریوں اور کمزوریوں کی وجہ سے میں پڑھانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں جبکہ مسمات چھوق بی مجھ سے زیادہ پڑھی لکھی اور قابل مگر بے روز گار ہے اور وہ بخوشی ورغبت مجھ سے 10 ہزار روپے لے کر میری جگہ پڑھانے کے لئے تیار ہے لیکن میں اس کو 20 ہزار دے دیتی ہوں وہ اور بھی خوش ہے اور 16 ہزار روپے خود رکھ لیتی ہوں محکمہ کے افسروں کو ان ساری باتوں کا علم ہے وہ بھی خوش ہیں میں خود بھی خوش ہوں شریعت مطہرہ اور قانون کی روشنی میں یہ سارا معاملہ کیسا ہے؟

جمیلہ افشاں بیگم سکردو

جواب۔ صورت مسئولہ میں درج ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

ا۔ جب کوئی سرکاری ملازم مفوضہ فرائض ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا تو ملکی قانون کے مطابق میڈیکل بورڈ میں معاملہ پیش ہوتا ہے اور درپیش مسئلہ کی نوعیت کے مطابق ملازمت سے سبکدوش کر دیا جاتا ہے ملازم اور اس کی اہلیہ کو تاحیات اور ملازم کے بچوں کو بلوغت تک باقاعدہ پنشن دیا جاتا ہے اور خالی ہونے والی اسامی پر کسی اور بے روز گار کو بھرتی کیا جاتا ہے اس جائز اور حلال عمل سے جہاں سائلہ اور اس کے کنبے کو معاشی فوائد اور تحفظ کے ساتھ ساتھ ایک تعلیم یافتہ بے روز گار کی روز گار کا حل بھی موجود ہے۔

۲۔ چھوق بی صاحبہ کی 20 ہزار روپے لے کر بخوشی ورغبت سائلہ کی جگہ کام کرنا اس کی مالی مجبوری ہے یقینا اس سے کم رقم پر بھی وہ کام کرے گی کیونکہ وہ مجبور ہے اس لئے یہاں اس کے خوشی ورغبت کی کوئی شرعی اور سماجی اہمیت نہیں ہے۔

۳۔ سائلہ کو 20 ہزار روپے دے کر باقی کچھ بھی کھانا از روئے شریعت وملکی مروجہ قوانین حلال نہیں ہے۔ یہ سراسر حرام کاری ہے۔

۴۔ چھوق بی کا سائلہ سے زیادہ قابل ولائق ہونے سے بچوں کو زیادہ فائدہ ہونے کا معاملہ بھی بالکل غلط ہے یہ معاملہ کسی شخص کو چوری کا گوشت یا کھلانے پلانے کی مانند ہے جن سے یقینا جسمانی لحاظ سے اس کو توانائی ملے گی۔

۵۔ حکام بالا کو اس غیر قانونی کام کا علم ہونے کے باوجود ایکشن لینے کی بجائے اس پر خوش ہونا اس بات کی غماز ہے کہ سارا ٹبر چور ہے اس غیر قانونی اور غیر انسانی غیر اخلاقی عمل سے اغماض بلکہ خوشی یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے یہ حکام خود بھی چور دروازے سے آئے اسی نے تو محکمہ تعلیم کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔

صورتِ مسئولہ میں سائلہ نے جو موقف اختیار کر رکھا ہے وہ سراسر حرام ہے حلال صورت صرف یہ ہے کہ وہ حکومت کو قبل از وقت پنشن لینے یا میڈیکل بورڈ بٹھانے کے لئے درخواست دے اگر افسران مجاز قبل از وقت پنشن منظور کرے یا میڈیکل بورڈ قائم کرے تو اس میں اپنا مسئلہ پیش کرے میڈیکل بورڈ کی سفارش پر جو پنشن منظور ہو وہ قبول کرے۔ اس صورت کے سوا باقی تمام صورتیں محض حرام اور حقوق العباد پر ڈاکہ اور محکمہ اور وطن سے غداری ہے۔

سوال نمبر ۲۔ سائل ملازمت کرتا تھا عمر پوری ہونے پر ملازمت سے سبکدوش ہوا اس موقع پر ایک بڑی رقم تحت قوانینِ ملکی مجھے مل گیا سائل نے اہلیہ سمیت حج کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن ارادہ ارادہ ہی رہا حج کو سال در سال ٹرخاتا رہا ادھر میری جمع پونجی مختلف مدوں میں خرچ ہوتی رہی یوں اب خرچ سفر نہ ہونے کی وجہ سے کف افسوس مل رہا ہوں۔ میرے لئے کیا حکم ہے؟ سلیم احمد خان خپلو

جواب۔جب آدمی عاقل ،بالغ اور صحتمند ہو راستہ پر امن ہو اور سفر خرچ بھی مل جائے تو حج بیت اللہ واجب ہو جاتا ہے۔اس میں جنس،رنگ،عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔صورت مسئولہ میں ملازمت سے سبکدوشی کے وقت آپ کو ایک بڑی رقم مل گئی تھی اور اسی وقت آپ پر اور آپ کے کنبے پر حج واجب ہو چکا تھالہذا آپ کے کنبے کو حج کرنا پڑے گا کسی بھی صورت میں آپ خود حج کریں یا اولاد کو اپنی جانب سے حج کرنے کی وصیت کریں۔آپ کی سستی اور غفلت نے آپ کو فوراًحج کے لئے جانے نہیں دیا اب آپ حج کرنے کی پوزیشن میں نہیں اس کا آپ خود ذمہ دار ہیں۔

سوال نمبر۳۔زید جنابت کا شکار تھا غسل کیے بغیر سحری کھا کر روزہ رکھ لیا پھر غسل کرنے سے پہلے نیند آئی سورج نکلنے کے بعد آنکھ کھلی اس کے روزے کا کیا بنے گا؟

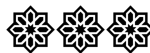
محمد نسیم منڈوق سرگیب

جواب۔سائل کے روزے میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ روزہ عبادت ہے لیکن اس کے لئے طہارت شرط نہیں۔اس کو پو پھٹنے سے پہلے غسل کرنا چاہیے تھا مگر سستی سے نہیں کر سکا نیند سے بیدار ہوتے ہی اب غسل کرنا چاہیے اور اپنی سستی و کاہلی اور غفلت پر توبہ کرنا چاہیے۔

سول نمبر۴۔سلیم نے روزہ رکھا تھا کسی کام کی تکمیل کے بعد بھول کر پیٹ بھر کر کھانا کھایا پھر اسے یاد آیا کہ وہ تو روزے سے تھا کیا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا؟

احسان علی ہنڈیلی خپلو۔

جواب۔کیونکہ سلیم نے کھانا بھول کر کھایا ہے اس لئے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ اس نے تھوڑا کھالیا ہو یا زیادہ



واپس فہرست مضامین